بسم اللہ الرحمن الرحیم

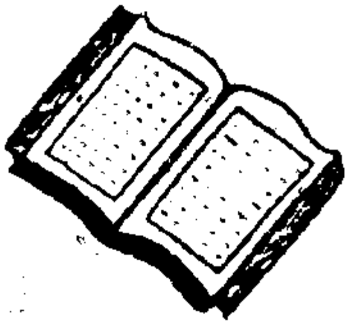

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

فون ۶۹۲

الفرقان

نومبر ۱۹۷۲ء

سالانہ اشتراک
پاکستان — سات روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۱ پونڈ
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۲ پونڈ
فی پرچہ پاکستان — ستر پیسے

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک

ہزایکسیلنسی ہائی کمشنر آف لیبیا برائے انگلستان سے ملاقات

دائیں سے بائیں جانب: مکرم عبدالعزیز صاحب ڈین۔ مکرم عطاءالمجیب صاحب راشد مبلغ انگلستان۔ محترم جناب ہائی کمشنر صاحب۔ جناب بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن۔ مکرم ہدایت اللہ صاحب بنگوی۔

جناب چودھری شریف احمد صاحب باجوہ سابق امام مسجد لندن (بائیں سے تیسرے) وطن واپسی کے وقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۲
شمارہ ۱۱

الفرقان

نومبر ۱۹۷۲ء

شوال ۱۳۹۲ ہجری قمری
نبوت ۱۳۵۱ ہجری شمسی

الفہرست

- نبیوں کے مخالفین کا ظالمانہ رویّہ — ایڈیٹر — ص۲
- اضطرار (نظم) — جناب چوہدری شبیر احمد صاحب واقفِ زندگی — ص۵
- شذرات — ایڈیٹر — ص۶
- کرو ذکر اوجِ محمدؐ کا (نظم) — جناب میاں سلیم صاحب نواب شاہ — ص۹
- حضور مہدی معہودؑ کی عملی زندگی کا ایک شاہد (نظم) — جناب عبدالسلام صاحب اختر ایم اے — ص۱۰
- بخشش (نظم) — جناب نسیم سیفی صاحب — ص۱۲
- پھول کوئی نیا کھلا ہوگا (نظم) — جناب مولوی محمد صدیق صاحب ایم اے۔ فجی — ص۱۳
- سبق یہ ملا ہے فصلِ عمر کے درسِ قرآن سے پیارے (نظم) — جناب شیخ نصیر الدین احمد صاحب زیمبیا (افریقہ) — ص۱۴
- شان القرآن المجید (عربی نظم) — جناب پروفیسر محمد عثمان صاحب ایم اے — ص۱۵
- جناب مولوی ابوبکر ایوب مرحوم کی یاد میں (نظم) — جناب عبدالحمید صاحب آصف ایم اے — ص۱۶
- ختمِ نبوت احادیث کی روشنی میں (ترجمان اہلسنت کراچی کا جواب) — ایڈیٹر — ص۱۷
- وحیٔ خدا کی برکات (سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام) — ص۲۳
- مسئلہ وفاتِ مسیح .... (ترجمان اہلسنت کے بیانات پر تبصرہ) — ایڈیٹر — ص۲۵
- عالمی عدالت حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی باعزت فراغت — ص۳۲
- اصحابِ کہف کے شب و روز — جناب قاضی عبدالرحمٰن صاحب [illegible] — ص۳۳
- ایک صاحب کے چار سوالوں کے مختصر جواب — ایڈیٹر — ص۴۰
- مہدی کی تعریف اور واقعہ [illegible] — ،، — ص۴۱
  (ترجمان الحدیث کے بے بنیاد دعاوی کی تردید)
- اعجاز القرآن المجید — جناب مولوی بشیر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ [illegible] — ص۴۳
- عزیزم ملک مجید حسین صاحب مرحوم کی یاد میں — ایڈیٹر — ص۴۵

تبلیغی و تعلیمی مجلّہ

الفرقان

نومبر ۱۹۷۲ء

فون ۷۹۴

مدیرِ مسئول
ابوالعطاء جالندھری

پنجسالہ معاونینِ خاص

پاکستانی خریدار چالیس روپے یکمشت بھیج کر معاونینِ خاص میں شمولیت فرمائیں۔ پانچ سال تک رسالہ بھی ملے گا اور دعا کی تحریک ہوگی۔ بیرونی ممالک کے احباب پانچ سال کا چندہ بھیج کر معاون خاص بن سکتے ہیں۔ (مینیجر)

سالانہ اشتراک

پاکستان	سات روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک	ایک پاؤنڈ
،، ،، ہوائی ڈاک	دو پاؤنڈ

قیمت فی رسالہ ستر پیسے

ترسیلِ زر بنام مینیجر الفرقان ہو

ادار یہ

نبیوں کے مخالفین کا ظالمانہ رویہ

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے جماعت کو صبر و استقامت کی ہدایت

خدا کے فرستادوں پر ایمان لانا بہت بڑی سعادت ہے۔ اس سعادت کو حاصل کرنے والے بڑے سخت اور شدید امتحانوں سے گزرتے ہیں۔ نبیوں کی جماعتیں مخالفتوں کے طوفانوں اور دشمنانِ حق کی شدید ایذادہی کے زلزلوں کو برداشت کرکے کندن بنتی ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے حق و باطل میں اسی طرح معرکہ جاری ہے۔

قرآن مجید نے متعدد انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ سب جگہ یہی ذکر ہے کہ نبی کے دعویٰ کے وقت دنیا کے فرزند اسے دیوانہ، غرض پرست، دوسروں کا آلۂ کار، دنیا کمانے والا، جھوٹا اور فریبی قرار دیتے ہیں۔ جو غریب اور کمزور مومن اس نبی پر ایمان لاتے ہیں لوگ اُن کے درپے آزار ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں گالیاں دیتے، بُرا بھلا کہتے، مارتے پیٹتے ہیں، اُن کی جائیدادیں چھین لیتے ہیں، ان کے اموال پر غاصبانہ قبضہ کر لیتے ہیں۔ ان کی اولاد کو قتل کرتے، انہیں ملکوں سے نکالتے اور اُن کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ باطل پرست یہ سب کچھ سب نبیوں کے مقابلہ پر کرتے آئے ہیں اور طرہ یہ کہ وہ اپنے ان گھناؤنے افعال کو موجبِ ثواب سمجھتے اور نیکی گردانتے ہیں۔ قرآن مجید نے یہ سارے واقعات اسی لئے بیان کئے ہیں کہ یہ سچے مسلمانوں کے لئے نمونہ ہوں۔ اور وہ وقت آنے پر اسی طریق کو اختیار کریں جس طریق کو پہلے نبیوں کی جماعتیں اختیار کرتی رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبیوں کے دشمنوں نے نبیوں سے کہا:-

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ
لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ
وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝ (یٰسٓ ع ۲)

کہ ہم تمہارے وجود کو منحوس قرار دیتے ہیں۔ اگر تم ان باتوں اور طریقوں سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں گالیاں دیں گے، سنگسار کردیں گے اور تم کو ہماری طرف سے انواع و اقسام کے دردناک عذاب پہنچیں گے۔"

دوسری جگہ فرمایا:-

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ

لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ
لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ
رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ
وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ
خَافَ وَعِيْدِ ○

کہ کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تمہیں اپنے ملک سے جلا وطن کر دیں گے ورنہ تم ہمارے مسلک اور دین کو اختیار کر لو۔ تب رسولوں پر ان کے رب نے وحی کی کہ ہم ان ظالموں کو ہلاک کر دینگے اور ان کے بعد ان کے ملک پر تم کو قابض اور آباد کر دیں گے۔ میرا یہ وعدہ اُن تمام لوگوں کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے اور میرے وعید سے ڈرتے ہیں"

گویا تمام نبیوں اور اُن کی اُمتوں سے دشمنوں کا یہی ظالمانہ وطیرہ رہا ہے اور اہل باطل انہی متشددانہ طریقوں کو حق کے مٹانے کے لئے استعمال کرتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کے ذکر پر فرماتا ہے :-

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ
اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا
فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ
قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ
نِسَآءَهُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ○
قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا
بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ
يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ (اعراف ع)

کہ فرعون کی قوم کے سرداروں نے فرعون سے کہا کہ کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کے لوگوں کو اسی طرح ملک میں فساد کرنے کے لئے چھوڑے رکھیں گے؟ وہ تجھے اور تیرے معبودوں کو ترک کر رہے ہیں۔ فرعون نے کہا نہیں۔ ہم ان کے بیٹوں کو بُری طرح قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے اور ان پر پوری طرح غالب ہیں۔ تب حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم صبر کرو اور اللہ ہی سے مدد چاہو۔ یہ زمین خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا اس کا وارث بنائے گا۔ انجام بہر حال متقیوں کا ہے"

ان آیات سے عیاں ہے کہ فرعونی حضرت موسیٰؑ اور ان کے ماننے والے اسرائیلیوں کو مفسد قرار دیتے تھے۔ انہیں فرعونی عقائد و اعمال سے برگشتہ ٹھہراتے تھے اور ان کو تباہ کرنے کے درپے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اَتباع سے کہا کہ اب سوائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے کوئی جائے پناہ نہیں پس اسی سے مدد مانگو اور صبر و استقامت سے دشمنوں کی شرارتوں کو برداشت کرو۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اصلاح خلق کے لئے مامور فرمایا۔ تمام طاغوتی طاقتیں آپ کے مقابلہ میں کمربستہ ہوگئیں۔ آپ اور آپ کی جماعت کو ان تمام امتحانوں میں سے گزرنا پڑا جن میں سے پہلے نبیوں کی جماعتیں گزرتی رہی ہیں۔ انہیں گالیاں دی گئیں، جائدادوں سے محروم کیا گیا، مارا پیٹا گیا، گھروں سے نکالا گیا، وطنوں سے بے وطن کیا گیا، سنگسار کیا گیا۔ غرض ان مظلوموں سے سب کچھ کیا گیا جو پہلے صلحاء سے کیا جا چکا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں اپنی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھیگا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنیوالے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔" (الوصیت صفحہ ۹)

اس وقت بھی کچھ طاغوتی طاقتیں اس خدائی سلسلہ کو مٹانے اور احمدی جماعت کو نیست و نابود کرنے کے لئے پھر ایک مرتبہ کوشش کر رہی ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ پوری ہمت اور اولوالعزمی سے ان کے تشدد کو برداشت کریں اور صبر کرتے ہوئے آستانۂ الوہیت پر گر جائیں وہ قادر مطلق خدا ہے۔ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ ان الارض للّٰہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین +

ہمدردانہ نصیحت

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار
(درثمین)

اضطرار

(محترم جناب چودھری شبیر احمد صاحب واقفِ زندگی)

سُنیں گے یا الٰہی تیرے بندے گالیاں کب تک
پئیں گے خونِ دل کب تک رہیں گے بے زباں کب تک

کبھی خنجر چمکتے ہیں کبھی پتھر برستے ہیں
ہمارے خون سے کھیلیں گے دشمن ہولیاں کب تک

بفیضِ ساقیٔ کوثر مئے توحید پیتے ہیں
خدایا رنگ لائے گی دُعائے مے کشاں کب تک

دکھانا ہوگا کب تک بے بسوں کو صبرِ ایوبی
ہمارے صبر کا ہوتا رہے گا امتحاں کب تک

فلک کب تک رہے گا مائل جور و ستم ہم پر
ہمارے خرمنِ دل پر گریں گی بجلیاں کب تک

حوادث سر پہ منڈلاتے رہیں گے رات دن کب تک
ہمارے صحنِ گلشن میں چلیں گی آندھیاں کب تک

ہماری آزمائش کے لئے صیاد کے ہاتھوں
بہاروں میں اُجڑتا ہی رہے گا آشیاں کب تک

وفاداری کو سمجھا جائے گا کب تک جفا کاری
رہے گا عالمِ بے داد زیرِ آسماں کب تک

دلِ شبیر کو منظور ہے یہ غم مگر پیارے
فقط اتنا بتا ہم پائیں گے وہ "گلستاں" کب تک

شذرات

۱۔ پاکستان — "سُنّیوں کی حکومت"

ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور نے "پاکستان سُنّی پارٹی" کی پریس کانفرنس کی روداد اور قراردادیں شائع کی ہیں۔ اس پارٹی کا نصب العین یوں بتایا گیا ہے۔

"اب ضروری ہوگیا ہے کہ ۸۵ فیصد سُنّی آبادی کے سیاسی، معاشی اور عمرانی حقوق کے تحفظ کے لئے کوشش کی جائے۔"

اِس "کوشش" کو "اتحاد و اتفاق کی جانب ایک مؤثر اقدام" قرار دیکر بتایا گیا ہے کہ اس سے "ملک کا ماحول پُرامن ہوجائے گا۔" منتظمین نے اپنی تنظیم کا مقصد بایں الفاظ بیان کیا ہے کہ:-

"ہماری تنظیم کا مقصد شیعوں، قادیانیوں اور عیسائیوں کو ان کی اپنی اپنی آبادی کی نسبت سے حقوق و مراعات دلانا اور ان کے جائز حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔"

معزز قارئین! اس "مقصد" اور اس "کوشش" کے لئے سُنّی پارٹی کی چند قراردادیں ملاحظہ فرمائیں:-

"پہلا مطالبہ یہ ہے کہ تمام سرکاری اور نیم سرکاری ملازمتوں میں سُنّیوں کو ان کی آبادی کے مطابق نمائندگی دی جائے اور جب تک ان کی نمائندگی پوری نہ ہوجائے اقلیتی فرقوں کی بھرتی روک دی جائے۔

دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ پاکستان کے آئین میں یہ درج کیا جائے کہ یہاں کا صدر، وزیر اعظم، چیف جسٹس، صوبائی گورنر، وزرائے اعلیٰ اور تینوں چیف آف سٹاف ہمیشہ سُنّی العقیدہ مسلمان ہوں گے۔"

(الاعتصام ۷ ر نومبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۶)

الفرقان ہم درد مند دل کے ساتھ اہلِ پاکستان کو استحکامِ پاکستان کی خاطر اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں جسے مدّنظر رکھ کر قائدِ اعظم مرحوم نے پاکستان قائم کیا تھا۔ خدا کرے کہ ہمارے ان بھائیوں کو سمجھ آجائے کہ کلمہ گوؤں میں اکثریتی اور اقلیتی فرقوں کا سوال اٹھا کر وہ ملک کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔ اے کاش! ان لوگوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ اپنے ماحول اور ارد گرد کی حکومتوں کے انداز کو دیکھیں اور عبرت حاصل کریں۔

۲۔ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا تلخ تجربہ

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد اپنی بساط کے مطابق اچھا کام کر رہا ہے مگر قدر ناشناس لوگوں کے رویّہ سے سخت نالاں ہے۔ ماہ نومبر ۱۹۷۲ء کے ماہنامہ فکر و نظر کے دو اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:-

(الف) "افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ادارے کے متعلق جو باتیں ملک کے اخبارات و رسائل میں شائع ہوتی ہیں ان میں سے بیشتر بالعموم بے بنیاد اور بعید از حقیقت ہوتی ہیں۔ اسلئے ان باتوں کو بنیاد بنا کر جو کچھ رائے زنی کی جاتی ہے اُسے بھی بجا نہیں کہا جا سکتا۔"

(ب) "اگر یہ ذرائع حساب کتاب میں اس حد تک جھوٹ سچ سے بے نیاز ہو سکتے ہیں تو باقی امور میں جن کا تعلق افکار و خیالات سے ہے اور جن میں اختلاف رائے نیز پروپیگنڈے کی بڑی گنجائش ہے ان کا ذکر ہی عبث ہے۔" (فکر و نظر بابت نومبر ۱۹۷۲ء)

الفرقان: جو خطرناک تلخ تجربہ اخبارات و رسائل کی طرف سے ادارہ تحقیقات اسلامی کو چند سال سے ہو گیا ہے جماعت احمدیہ اس تلخ اور ناخوشگوار طریق کا مدتوں سے نشانہ بنائی جا رہی ہے۔ کیونکہ یہاں تو اختلاف خیالات و عقائد کا بھی سوال ہے اسلئے مخالف علماء اور مخالف اخبارات و رسائل احمدیوں کے متعلق جس بے باکی اور بدتمیزی سے جھوٹ استعمال کر رہے ہیں اس کا اندازہ ہم ہی جانتے ہیں۔ اگر لوگوں کو خدا پر یقین ہو جائے اور وہ قیامت کے مواخذے سے ڈرتے ہوں تو اس رویہ میں بڑی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اختلافِ عقیدہ اپنی سمجھ کے مطابق ایسا جرم نہیں جتنا جھوٹ اور افتراء کے ذریعہ اپنے مخالف کو بدنام کرتا ہے۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اراکین ادارہ تحقیقات اسلامی کو قوّتِ برداشت عطا فرمائے اور مخالفین کو ایمان اور عقل و سمجھ بخشے۔ آمین

۳۔ جمعیت علماء اسلام کا مرکزِ عقیدت کہاں ہے؟

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور لکھتا ہے :-

"صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود نے پشاور میں اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ان کی جماعت ملک میں کسی شخص کو کمیونزم کے پرچار کی اجازت نہیں دیگی" (نوائے وقت ۲۴ر اکتوبر)۔ جمعیت علماء اسلام ہزاروی گروپ اپنے مزاج اور ذہنی لحاظ سے عجیب الخلقت ہے۔ تربیت بالواسطہ کانگرس سے پائی ہے۔ مرکزِ عقیدت دیوبند بھارت میں ہے۔ انتخاب سے پہلے مسٹر بھٹو سے عقد کیا۔ انتخاب کے بعد جا کر نیپ کا گھر ونا آباد کیا مگر باایں ہمہ جب بولتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہم کمیونزم کے پرچار کی اجازت نہیں دیں گے جبکہ خوب! سوشلزم کی حمایت جس طرح اس جماعت نے کھل کر کی ہے علمائے کرام میں ہزاروی طبقہ کے سوا شاید و باید۔"

(تنظیم اہلحدیث ۱۰ر نومبر ۱۹۷۲ء)

الفرقان: جمعیت علماء اسلام کو اہلحدیث جن وجوہ سے عجیب الخلقت کہتے ہیں وہ بڑے دلچسپ ہیں۔ ان امور کی موجودگی میں ان کا کمیونزم کو روکنا ممکن نہیں۔ ہم

پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا واقعی جمعیت علماء اسلام کا "مرکز عقیدت بھارت میں ہے"؟ اگر یہ سچ ہے تو اس کی وضاحت ضروری ہے اور اگر یہ جھوٹ ہے تو مدیر تنظیم اہلحدیث کا مقام کیا ہے؟

۴۔ خاتمۃ المحدثین کے بعد محدث کیسے؟

ماہنامہ محدث لاہور حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی کے بارے میں لکھتا ہے:-

"آپ کی تنقید اور پکڑ اتنی مضبوط ہوتی تھی کہ جب کسی بڑے سے بڑے عالم کی گرفت کی تو اسے جواب دینے کا یارا نہ ہوا۔ دیوبندی مسلک کے خاتمۃ المحدثین مولانا انور شاہ صاحب مرحوم کی مسئلہ الفاتحۃ خلف الامام پر مشہور عام کتاب فصل الخطاب (عربی) کا جواب بنام الکتاب المستطاب (عربی) لکھا۔ مولانا موصوف اس کے بعد عرصہ بعد تک زندہ رہے لیکن ان کی طرف سے یا ان کے کسی دیگر ساتھی کی طرف سے جواب نہ آیا۔"

(محدث نومبر ۷۲ء)

الفرقان۔ اس عبارت میں مولوی انور شاہ صاحب کو خاتمۃ المحدثین کہنے والے مدیر محدث سے ہم پوچھتے ہیں کہ اس جگہ خاتمۃ المحدثین کے کیا معنے ہیں؟ کیا مولوی انور شاہ صاحب کے بعد آئندہ سلسلۂ محدثین منقطع ہو گیا ہے یا نہیں؟ یا آئندہ کے لئے بھی یہ سلسلہ جاری ہے؟

۵۔ عقیدۂ توحید اور مسیح کی جسمانی زندگی

تنظیم اہلحدیث لکھتا ہے کہ:-

"اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُٹھ جانے کے بعد بھی اسلام اور ملت کی گاڑی چل سکتی ہے تو دنیا میں اور کونسی عظیم ہستی ہے کہ اُن کے الگ ہو جانے سے سارا کام ہی ٹھپ ہو کر رہ جائے گا؟"

(تنظیم اہلحدیث ۱۰ر نومبر ۷۲ء)

الفرقان۔ ذرا سوچئے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو دو ہزار سال سے آسمانوں پر زندہ ماننے کے عقیدہ سے اس عقیدۂ توحید پر زد نہیں پڑتی جو سطور بالا میں بیان ہوا ہے؟ کیا ایک پادری یہ نہ کہہ سکے گا کہ بے شک حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تو کوئی کام رُک نہ سکتا تھا اسلئے ان پر موت آگئی مگر مسیح وہ "عظیم ہستی" ہیں کہ جن کی موت سے سارا کام ٹھپ ہو جاتا تھا اسلئے انہی کو زندہ بجسدہ العنصری رکھا گیا ہے؟ علماء بتائیں کہ کیا ان کے پاس اس سوال کا کوئی معقول جواب ہے؟

اُوپر کی سطور میں مدیر تنظیم اہلحدیث نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے "اُٹھ جانے" کو کس سہولت سے تسلیم کر لیا لیکن اگر اسی "اُٹھ جانے" کی نسبت حضرت مسیح سے کی جائے تو وہ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں ؎

مسلمانوں پر تب ادبار آیا ÷ کہ جب تعلیم فرقاں کو بھلایا
مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا ÷ رسولِ حق کو مٹی میں سُلایا

کرو ذکر اوجِ کمالِ محمدؐ

(محترم جناب میاں سلیم صاحب - نواب شاہ)

کلامِ خدا ہے، مقالِ محمدؐ ؏ حقیقت سے برتر خیالِ محمدؐ
فزوں سے فزوں تر کمالِ محمدؐ ؏ جہاں میں نہیں ہے مثالِ محمدؐ
کوئی دید کی تاب لائے تو کیونکر ؏ جلالِ خدا ہے جمالِ محمدؐ
خدا خود ہے مدّاح ختم الرسل کا ؏ بیاں کیا ہو اوجِ کمالِ محمدؐ
جمالِ محمدؐ سے روشن ہے عالم ؏ زمانے میں تاباں جمالِ محمدؐ
نہ ایسا ہوا ہے، نہ ہے اور نہ ہوگا ؏ فلک ڈھونڈ لائے مثالِ محمدؐ
ہے قرآں شیریں کلامی پہ شاہد ؏ میں قربان حسنِ مقالِ محمدؐ
جو فرمایا اس پر عمل کر دکھایا ؏ ہے آئینہ ساں حال و قالِ محمدؐ
بنے سیّد القوم فیضِ نبیؐ سے ؏ زہے عزّت و شانِ آلِ محمدؐ
خدا کے پیارے ہیں اصحابِ احمدؐ ؏ ہیں شیرانِ حق یہ رجالِ محمدؐ
زمانے میں توحید پھیلی انہیں سے ؏ جہاں کو دکھایا کمالِ محمدؐ
درود و سلام ان پہ دائم خدایا ؏ رہے روز افزوں کمالِ محمدؐ
نہیں ہے جواب آپؐ کی شفقتوں کا ؏ نہ تھا جز مودّۃ سوالِ محمدؐ

سلیم آیت "قابَ قوسَین" پڑھ کر
کرو ذکر اوجِ کمالِ محمدؐ

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضور مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسی زندگی کا ایک واقعہ

دلجوئی اور دلنوازی کی ایک درخشاں مثال

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ نے خاکسار سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ وہ یُوپی کے چند احباب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ غالباً سنہ ۱۸۹۱ء کے آغاز کی بات ہے۔ حضور ؑ ان دنوں تصنیف کے کام میں بہت مصروف تھے اور موسم کی وجہ سے حضور ؑ کو کچھ نزلہ کی تکلیف تھی۔ ہم میں سے ایک دوست نے حضور کی خدمت میں ڈبیا میں سے نکال کر پان کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ مگر اسے سہو کہئے یا اتفاق! کہ پان میں زردہ بھی تھا۔ حضور ؑ نے اسے نوش تو فرمایا مگر فوراً ہی متلی اور قے کی سی کیفیت پیدا ہوئی ہم سخت نادم اور شرمندہ تھے حضور ؑ صحن کے ایک کونہ میں گئے وہاں اچھی طرح منہ صاف کیا، وضو فرمایا اور مسکراتے ہوئے واپس تشریف لا کر فرمایا "حافظ صاحب! اچھا ہوا قے ہو گئی ہماری طبیعت پر بہت ثقل تھا وہ اب دُور ہو گیا ہے۔"

(از جناب چودھری عبد السلام صاحب اختر ایم۔ اے)

مرقع ایک دیکھو۔ نُور و حُسن لازوالی کا ‏‏‏— حضورِ مہدیٔ موعودؑ کے اخلاقِ عالی کا
سُنایہ واقعہ اک مردِ خوش گفتار سے مَیں نے ‏— صحابی یعنی حافظ سیّدِ مختار سے مَیں نے
وہ فرماتے ہیں اک دن چند اک احباب مجلس کے ‏— حضورِ مہدیٔ مسعود کی صحبت میں بیٹھے تھے
شگفتہ گفتگو تھی پیکرِ اوصافِ روحانی! ‏— دلوں کو دھو رہا تھا چشمۂ انوار کا پانی!
تبسّم کے گُہر تھے آب و تابِ محفل آرائی ‏— لبِ گویا تھے یا نغمہ سُرا۔ رُوحِ مسیحائی
مگر شاید کہ خُنکی کے سبب تھی کیفیت طاری ‏— حضورِ پاک کی آواز کچھ نزلے سے تھی بھاری
اِسی اثنا میں کی اک دوست نے عرض "اے میرے آقا! ‏— اجازت ہو تو مَیں حاضر کروں اک پان کا ٹکڑا"

یہ برگِ سبز خوشبوئے دہن میں خوب ہوتا ہے   حضور! اہلِ قلم کو یہ بہت مرغوب ہوتا ہے"
مسیحِ پاک سے پاکر نویدِ قدر افزائی   انہوں نے پان کی ڈبیا اُٹھا کر پیش فرمائی
مگر اسکو ستم کہیئے کہ نسیان و خطا کہیئے   پڑا تھا اسمیں زردے کا قوام۔ اب اسکو کیا کہیئے
حقیقت یہ ہے۔ یُوپی کے جو یہ احباب آئے تھے   مسلسل پان کھانے کی بھی عادت ساتھ لائے تھے
حضورِ پاک نے جب پان لے کر نوش فرمایا   تو سینے سے عجب سا اک غبار اُٹھتا نظر آیا
رُخِ اقدس پہ اک موجِ ہوائے بے قرار آئی   کہ اک قے کی سی کیفیت تھی جو بے اختیار آئی
حضورِ پاک اُٹھے۔ اور کُنجِ صحن میں جاکر   کی کُلّی۔ اور پھر آپ دہن کو صاف فرما کر
کہا لازم ہے اب چاکِ دل و دامن رفو کرلیں   کوئی پانی کا کوزہ لے کے آئے۔ ہم وضو کرلیں
اِدھر یہ حال تھا اپنا۔ نہ تھی تابِ زباں باقی   جو کاٹو تو بدن میں تھا نہ کچھ خوں کا نشاں باقی
نظر ششدر تھی کیسے ہوگیا یہ ماجرا ہم سے   یہ آخر کیا کیا ہم نے۔ یہ آخر کیا ہوا۔ ہم سے
خطا کی چوٹ تھی پاسِ وفا کے آبگینوں پر   ندامت کے پسینے آئے جاتے تھے جبینوں پر
اُدھر حضرت وضو کرکے میانِ دوستاں آئے   یہ حالِ مضطرب جاکر۔ بہ حالِ شادماں آئے
کہا یہ مسکرا کر "شاہ صاحب! یہ ہوا اچھا   بہت ثقلِ طبیعت تھا ہوا ہے آج وہ ہلکا
گرانی سی تھی معدے پر جو کچھ ایام سے طاری   ہوئی ہے دُور وہ ہم سے بہ فضل و رحمتِ باری

حکیم و عالم و دانا ہے ذاتِ باصفات اُسکی!
سما سکتی نہیں ادراک کے دامن میں بات اُسکی!

بخشش

(محترم جناب نسیم سیفی صاحب۔ ربوہ)

نارِ غیظ و غضب بُجھا دی ہے
ہم نے دشمن کو بھی دُعا دی ہے

زُہد حائل تھا ہم میں اور اُن میں
اب یہ دیوار بھی گرا دی ہے

ہو گیا مر کے زندۂ جاوید
تم نے جس جس کو بددُعا دی ہے

تم مری خاک بھی کریدو گے
دل میں اک چیز یوں چُھپا دی ہے

موت سے تم مجھے ڈراتے ہو
موت نے تو مجھے جِلا دی ہے

خود مہیّا کرے گا بادۂ ناب
جس نے برسات کی گھٹا دی ہے

سوچتا ہوں یہ کون ہے جس نے
آخرِ شب مجھے صدا دی ہے

کون کہتا ہے مانگ سب کچھ مانگ
کون بخشش کا اتنا عادی ہے

جب سے گاڑی ہے دوستوں نے صلیب
دوستی نے نظر جُھکا دی ہے

تجھ کو کافر بتا رہے ہیں لوگ
تیرے ایمان کی منادی ہے

میرے آگے نسیم کی تعریف
مجھ کو کس بات کی سزا دی ہے

پھول کوئی نیا کھلا ہوگا

(محترم جناب مولوی محمد صدّیق صاحب ایم اے جزائر فجی)

تُو بھی اے دوست جانتا ہوگا　　　اِس حقیقت سے آشنا ہوگا
جو بُرائی میں مبتلا ہوگا　　　اُس کا انجام بھی بُرا ہوگا
کر بھلا تُو، ترا بھلا ہوگا　　　تجھ سے راضی وہ کبریا ہوگا
پُوری ہوگی مشیّتِ خالق　　　حقِّ مخلوق بھی ادا ہوگا
ہوگا جو مہربان اَوروں پر　　　مہرباں اُس پہ خود خدا ہوگا
بے خودی، بے سبب، نہیں ممکن　　　کام ایسا کوئی کیا ہوگا
آج دل تُونے جوشِ عشق میں پھر　　　حُسنِ مطلق کو دے دیا ہوگا
پھر معطّر ہے گلشنِ اسلام　　　پھُول کوئی نیا کھِلا ہوگا
سب دریچے کھُلے ہیں بخشش کے　　　پاپ دُنیا میں بڑھ گیا ہوگا
زیرِ آتش ہے خرمنِ دجّال　　　آسماں پہ کوئی ہنسا ہوگا
وقت ہے اب بہت قریب کہ جب　　　حشر دنیا میں اک بپا ہوگا
جھوٹے معبود ہوں گے سب نابود　　　غالب اسلام کا خدا ہوگا
قصرِ کفر و ضلالت و الحاد　　　جل کے سب راکھ ہوگیا ہوگا

آنے والا امامؑ آ بھی چکا
اب وہی سب کا رہنما ہوگا

چشمۂ فیضِ مصطفےٰؐ کے طفیل　　　سارا باغِ جہاں ہرا ہوگا
ایک ہی پیشوا اور اِک ہی کتاب　　　اور فقط ایک ہی خدا ہوگا

سبق یہ ہم کو ملا ہے فضلِ عمر کے درسِ قرآں سے پیارو!

(محترم جناب شیخ نصیر الدین صاحب احمد ۔ زمبیا (افریقہ))

جسے ملا ہو مزا خدا کی کبھی محبّت کی چاشنی کا
اُسے نہ کھٹکا تباہیوں کا نہ ڈر ہے اوروں کی دشمنی کا
نہ ماپ روحانیت کی تاروں کو اپنے محدود فاصلوں سے
ہیں تیری پیمائشیں اکارت کہیں کنارہ ہے روشنی کا؟
یہ تیرا دعویٰ عجیب سا ہے نہیں تو پابند ہے کسی کا!
"دنیا" سے پہلو بچا لیا تو غلام آخر بنا "دُنی" کا
تو ابتلاؤں کے ڈر سے پیچھے ہٹا ہے پیچھے بھی مڑ کے دیکھا؟
خبر ہے تجھ کو کہ تیرا پیچھا ہے موت کے دستِ آہنی کا؟
سبق یہ ہم کو ملا ہے فضلِ عمر کے درسِ قرآں سے پیارو!
نہیں مقابل کوئی جہاں خدا کے عرفان کے دھنی کا!
ہے یہ خلافت کا دَور ہی جس میں دَور قرآں کے ہو رہے ہیں
اسی سے ہے تازگی دلوں کی یہی مداوا ہے مُردنی کا!
یہاں کے نوخیز طالبوں کے کھلیں گے اُس دن جہاں یہ جوہر
کہ جب نتائج سے ان کے غیروں کو ہوگا احساس کم سنی کا!
نہ انکی خفگی سے بدگماں ہو۔ وہ آنکھ جس سے گری ہے بجلی
اُسی میں بادل چھپا ہوا ہے۔ ثبوت اُن کی فروتنی کا!
ہے تجھ پہ احسان یہ بھی احمدؔ کہ تجھ کو توفیق ہے دعا کی
کہ راہ سیدھی ہے میسّر نہ خوف ہو راہِ منحنی کا!

شَانُ القُرآنِ

(جناب پروفیسر محمد عثمان صاحب الصدیقی ایم اے)

اَلقُرآنُ كَلِمَةُ حَقٍّ　　　آيَةُ حَقٍّ شِرْعَةُ حَقٍّ
ظَهَرَ فَظَهَرَتْ قُدْرَةُ حَقٍّ　　　نَزَلَ فَنَزَلَتْ رَحْمَةُ حَقٍّ
اَلفُرقَانُ جَلْوَةُ حَقٍّ　　　مِنْهُ تَمَّتْ نِعْمَةُ حَقٍّ
فِيْهِ بُيِّنَ بِالتَّفْصِيْلِ　　　حِلَّةُ حَقٍّ حُرْمَةُ حَقٍّ
فِيْ إِثْبَاتِ ذَاتِ اللهِ　　　وَالتَّوْحِيْدِ حُجَّةُ حَقٍّ
فِيْ إِحْيَاءِ مَوْتىٰ كُفْرٍ　　　اَلقُرآنُ نَفْخَةُ حَقٍّ
لِلْإِنْسَانِ فِي الْإِيْمَانِ　　　وَالْعِرْفَانِ دَعْوَةُ حَقٍّ
لَيْسَ فِيْ بُسْتَانِ الدُّنْيَا　　　أَحْلىٰ مِنْهُ ثَمْرَةُ حَقٍّ
مِنْهُ بِالْأَنْوَارِ تَجَلّٰى　　　لِلْمَخْلُوْقِ حَضْرَةُ حَقٍّ
فِيْ قَعْرِ بَحْرِ الْعِرْفَانِ　　　اَلتِّبْيَانُ دُرَّةُ حَقٍّ
حَرْفٌ مِّنْهُ لَفْظٌ مِّنْهُ　　　سَطْرٌ مِّنْهُ حِكْمَةُ حَقٍّ
بِالْقُرآنِ سَعَةً مَّطَرَتْ　　　فَوْقَ الدُّنْيَا دِيْمَةُ حَقٍّ
قَامَنَ لَنَا عَنْ ظَهْرِ الْغَيْبِ　　　بِالْبَرَكَاتِ لُجَّةُ حَقٍّ
مَا فِيْ صُحُفِ الدُّنْيَا عُشْرٌ　　　مِمَّا فِيْهِ كَثْرَةُ حَقٍّ
فِيْهِ الْحُسْنُ وَالْإِحْسَانُ　　　فِيْهِ اجْتَمَعَتْ جُمْلَةُ حَقٍّ
لَمَعَ الدُّنْيَا نُوْراً لَمَّا　　　مِنْهُ انْفَلَقَتْ غُدْوَةُ حَقٍّ
كُسِّرَ أَصْنَامُ الْإِلْحَادِ　　　لَمَّا صَوَّتَ صَيْحَةُ حَقٍّ
نُكِّسَ رَايَاتُ الْبُطْلَانِ　　　لَمَّا ارْتَفَعَتْ رَايَةُ حَقٍّ
مِرْآةٌ هُوَ لِلْأَنْوَارِ　　　فِيْهَا انْعَكَسَتْ صُوْرَةُ حَقٍّ
بَيْنَ جَمِيْعِ كُتُبِ الدُّنْيَا　　　اَلْقُرآنُ نُخْبَةُ حَقٍّ

مولوی ابوبکر ایوبؒ مرحوم کی یاد میں!

(جناب عبدالحمید صاحب آصف ایم اے۔ لائل پور)

اک فرشتہ نیک سیرت وہ مرا ایوب تھا　　سرزمینِ غیر میں ہم سے وہ رخصت ہو گیا
وہ فرشتہ میں نے دیکھا صبر کا کوہِ وقار　　وہ فرشتہ مانگتا رہتا دعائیں بار بار
وہ فرشتہ رات دن تبلیغِ دیں کرتا رہا　　ہاتھ میں مشعل لئے وہ ہر قدم بڑھتا رہا
تو یقیناً اک نشانِ مہدیٔ موعود ہے　　اس جہاں میں اے مرے ایوب تو موجود ہے
تو نے مرکر مصطفےٰؐ کے ہاتھ سے کوثر پیا　　مصطفےٰؐ کے ہاتھ سے ایوب پھر زندہ ہوا
تیرا جذبہ ہر مبلغ میں رہے گا موجزن　　بھول سکتا ہی نہیں ایوب! میں تیرا چلن
تیری پیاری مسکراہٹ اک بہارِ جانفزا　　تیرا چہرہ نیک چہرہ تھا چمکتا پھول سا
تیری ساری زندگی تبلیغ کی روحِ رواں　　اسلئے ہے زندگی تیری حیاتِ جاوداں
قادیاں کی سرزمیں پہ تو نے بھی سجدے کئے　　قادیاں بے تاب ہے ایوب اب تیرے لئے
قادیاں کا ذرہ ذرہ یاد کرتا ہے تجھے　　چل دیا ایوب جلدی چھوڑ کر روتا مجھے
مرے ایوب! تو میرے لئے ہے رہنما　　تو غلامِ ناصرِ دینِ محمدؐ! مرحبا
تو نے پیغامِ محمدؐ دے دیا اغیار کو　　اور ہزیمت بخش دی ہے لشکرِ کفار کو
تیرے دم سے بتکدوں میں نعرۂ تکبیر ہے　　تو امامِ وقت کی اک آہنی شمشیر ہے
تو نے یورپ کو بتایا دینِ حق کا راستہ　　تو لباسِ زہد سے آراستہ پیراستہ
تیرے دل میں مصطفےٰؐ کے نور کی قندیل تھی　　تیری صورت سے عیاں اک صورتِ جبریل ہے
میرے دل کا ذرہ ذرہ تیری خاطر بے قرار　　اِنّا لِلّٰہ اِنّا لِلّٰہ پڑھ رہا ہوں بار بار!

سرزمینِ پاک میں مدفون ہے ایوبِ من
تجھ پہ ہو رحمت خدا کی رات دن محبوبِ من

ختمِ نبوّت احادیثِ نبویّہ کی روشنی میں!

رسالہ ترجمان اہلسنّت کراچی کا جواب

حدیث تابعِ قرآن ہوگی

یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ احادیث کی روایت عموماً بالمعنی ہے اور ان کی تدوین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سالہا سال بعد ہوئی ہے۔ کتب حدیث کے مرتّب کرنے والوں تک کئی درمیانی واسطے ہیں جو حدیثوں کے راوی ہیں وہ سب ایک دوسرے کو بالعموم مفہوم نبوی منتقل کرتے رہے۔ اسی بناء پر تمام اُمّت نے تسلیم کیا ہے کہ جو حدیث اپنے ظاہر کے ساتھ مخالفِ قرآن دکھائی دے اس کی تاویل کی جائے۔ اگر قرآن کریم سے کسی طرح مطابقت نہ ہو سکے تو یہ قرار دیا جائے گا کہ یہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے آپؐ کی طرف غلط طور پر منسوب ہوگئی ہے۔

ختمِ نبوّت فیضانِ محمدی میں روک نہیں

قرآن مجید نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح طور پر خاتم النبیّین قرار دیا ہے۔ کوئی مسلمان حضورؐ کے خاتم النبیّین ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ اس بارے میں اُمّت میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف خاتم النبیّین کے مفہوم کے متعیّن کرنے میں ہے۔

جماعت احمدیہ کہتی ہے کہ خاتم النبیّین کا لفظ مرکب اضافی ہے جو مقام مدح میں وارد ہوا ہے اور عربی زبان کے رُو سے ایسے مرکب اضافی کے معنی افضل و اعلیٰ فرد کے ہوتے ہیں جیسے خاتم الشعراء کے معنے بہترین شاعر اور خاتم المفسّرین کے معنے بہترین مفسّر کے ہوتے ہیں اسی طرح خاتم النبیّین کے معنے ہوں گے سب نبیوں سے بہتر اور افضل نبی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر اور افضل نبی ہونا تقاضا کرتا ہے کہ نہ آپؐ کے بعد اور نہ آپؐ سے افضل کوئی نبی ٹھہرے بلکہ جتنے انبیاء ہوں وہ سب آپؐ کے فیض سے فیض یافتہ ہوں اور آئندہ کے لئے سب لوگ حتّٰی کہ انبیاء بھی آپؐ کے اُمّتی اور تابع ہوں۔ گویا آپؐ سب نبیوں کے شہنشاہ ہیں باقی سب آپؐ کے تابع ہیں۔ اس مفہوم کے ماننے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بھی نمایاں ہو جاتی ہے اور یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کی شریعت دائمی ہے، ناقابلِ نسخ ہے اور آئندہ کے لئے صرف آپؐ کا ہی فیض جاری ہے۔ کوئی صاحبِ شرع نبی یا

مستقل نبی نہیں آسکتا۔ ہاں اُمتی نبی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاگرد ہو اور شریعتِ محمدیہ کی تنفیذ کے لئے مبعوث ہوتا ہے اس کے آنے میں کوئی روک نہیں۔

خاتم النبیین کا یہ مفہوم نہایت واضح ہے۔ آیاتِ قرآنیہ پر مجموعی نظر ڈالنے سے یہی مفہوم متعین ہوتا ہے جیسا کہ ہم الفرقان کی ستمبر اور اکتوبر کی اشاعتوں میں مفتی شجاعت علی صاحب کے مقالہ کے جواب میں واضح کر چکے ہیں۔ یعنی شریعت والی نبوت بند ہے اور امتی نبوت جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا فیضان ہے جاری ہے۔

احادیث میں خاتم النبیین کا مفہوم!

احادیث نبویہ پر بھی مجموعی نظر ڈالنے سے یہی مفہوم متعین ہوتا ہے۔ ترجمان اہلسنت کراچی کے ختم نبوت نمبر میں جناب عبد المصطفٰی صاحب ازہری کا مقالہ "ختم نبوت احادیث کی روشنی میں" اس وقت ہمارے سامنے ہے۔

ایک دلچسپ گفتگو

اس مقالہ پر تبصرہ کرنے سے پہلے یہ لطیف واقعہ قارئین کرام کے سامنے ذکر کرنا مناسب ہے۔ ۱۹۵۳ء میں فسادات پنجاب کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے عمائد کا ایک وفد اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین صاحب مرحوم اور دیگر وزراء سے کراچی میں ملا تھا۔ خاکسار بھی اس میں شامل تھا۔ بہت دلچسپ اور طویل گفتگو ہوئی تھی۔ اس کے چند روز بعد مجھے اخویم مولانا عبد المالک خان صاحب مربی کراچی حال ناظر اصلاح و ارشاد کی معیت میں جناب سردار عبد الرب صاحب نشتر مرحوم سے ایک اہم ملاقات کا موقعہ ملا۔ فرمانے لگے کیسے تشریف لائے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کو تبلیغ کرنے آیا ہوں۔ کہنے لگے کہ آپ نے وزیر اعظم کا اعلان نہیں پڑھا کہ کوئی سرکاری آدمی تبلیغ نہیں کر سکتا۔ میں نے عرض کیا کہ تبلیغ کرنے میں آیا ہوں میں سرکاری آدمی نہیں۔ انہوں نے یہ اعلان تو نہیں فرمایا کہ کوئی کسی سرکاری آدمی کو تبلیغ نہ کرے۔ اس پر خوش ہو کر کہنے لگے کہ اچھا آپ مجھے کیا تبلیغ کریں گے میں تو آپ کی جماعت کے سخت خلاف عقائد رکھتا ہوں میں نے کہا کہ ایسے سخت آدمیوں کو ہی تبلیغ کرنے کا مزہ ہوتا ہے کیونکہ جو اُدھر سخت ہے جب وہ اِدھر آئے گا تو وہ یہاں بھی مضبوط ہوگا۔ کہنے لگے کہ فرمائیے آپ کیا تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وقت مختصر ہے اسلئے آج کی مختصر تبلیغ یہ ہے کہ آپ قرآن مجید تدبر سے پڑھا کریں۔ فرمانے لگے کہ میں نمازیں پڑھتا ہوں علیحدہ بھی قرآن پڑھتا ہوں۔ سوچ کر ہی پڑھتا ہوں میں نے کہا کہ ٹھیک ہے ذرا فرمائیے کہ آپ جب سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں تو آیت اِھدنا الصّراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیھم میں امت کو جن منعم علیہم وجودوں کی خوشخبری دی گئی ہے آپ ان سے مراد کون سمجھتے ہیں؟ اس پر سردار عبد الرب صاحب نشتر نے فوراً آیت وَمَن یطع اللہ والرسول

فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا پڑھ دی کہ میں یہ لوگ مراد سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا کہ جناب اب تو مجھے اور بھی اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ میں آپ کو تدبر سے قرآن مجید پڑھنے کی تبلیغ کروں۔ بھلا بتلائیے کہ اس آیت میں جن صالحین، شہداء، صدیقین اور نبیوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے بننے کا ذکر ہے وہ آپ کے نزدیک امتِ محمدیہ میں بن سکتے ہیں؟

ذرا سوچ کر سردار صاحب نے فرمایا کہ باقی تو تینوں بن سکتے ہیں مگر نبی نہیں بن سکتے۔ میں نے توجہ دلائی کہ آیت میں تو مِنَ النَّبِیّٖنَ سب سے پہلے ہے۔ سردار صاحب سوچنے لگے۔

حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ دیگر احادیث کی روشنی میں

آخر فرمایا کہ نبی تو نہیں بن سکتا حدیث میں جو لا نبی بعدی آگیا ہے۔ میں نے کہا کہ اس جگہ سے آگے چلنے سے پہلے یہ فیصلہ کر لینا ضروری ہے کہ آیا ہم نے صرف یہی ایک حدیث ماننی ہے یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ احادیث کو ماننا ہے؟ جھٹ کہنے لگے کہ نہیں سب احادیث کا ماننا ضروری ہے میں نے کہا تب تو فیصلہ آسان ہے۔ آئیے اب احادیث پر نظر کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث یہ ہے۔ انّ اللہ یبعث لھٰذہ الاُمّۃ علیٰ رأس کلّ مائۃ سنۃ من یجدّد لھا دینھا کہ اللہ تعالیٰ اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ امام مہدی معہود ظاہر ہونگے جو خَلق اور خُلق میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے۔ پھر ایک تیسری حدیث میں مسیح موعود علیہ السلام کے اُمّت میں مبعوث ہونے کی خبر دی گئی ہے اور اس کے ذکر میں چار مرتبہ اسے نبی اللہ قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم)

پس مجموعی نتیجہ یہ نکلے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن قوموں اور اُمّتوں پر لفظ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ اطلاق پذیر نہیں ہوتا یعنی وہ آنحضرتؐ کی پیروی نہیں کرتے ان کے لئے نبوت بند ہے کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی۔ یہی معنے لا نبی بعدی کے علماء سلف نے بھی کئے ہیں۔ البتہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اُن میں صالح، شہید، صدیق اور امتی نبی بن سکتے ہیں اسی لئے احادیث میں آنے والے مسیح موعودؑ کو نبی اللہ ٹھہرایا گیا ہے۔ پس اس طرح جملہ احادیث میں تطبیق ممکن ہے۔ جناب سردار عبدالرب صاحب نشتر اس پر سوچنے لگ گئے۔ بات تو لمبی ہے مگر آج کے موضوع سے متعلقہ اسی حصہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

فضیلتِ نبوی اور خاتمیت

مضمون "ختم نبوت احادیث کی روشنی میں"

کے راقم جناب ازہری صاحب نے متعدد احادیث پیش فرمائی ہیں۔ ایک حدیث انہوں نے فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ بھی ذکر فرمائی ہے جس میں بطور فضیلت حضورؐ نے اپنا خاتم النبیین ہونا ذکر فرمایا ہے۔ اگر ازہری صاحب غور فرمائیں تو اسی حدیث سے خاتم النبیین کے معنے بالکل واضح ہو جاتے ہیں۔ ہمیں خاتم النبیین کے وہ معنے کرنے چاہئیں جن کے رُو سے حضور علیہ السلام کا جملہ نبیوں سے افضل ہونا ثابت ہو۔ ظاہر ہے کہ محض زمانے کے لحاظ سے آخری ہونا ہرگز افضل ہونے کی دلیل نہیں۔ دیکھئے باوجودیکہ حضرت زکریا، یحییٰ اور عیسےٰ علیہم السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آخر میں مبعوث ہوئے مگر ان سے افضل نہ تھے پس آخری بلحاظ درجہ و مرتبہ ہونا ہی علوِ مرتبت کی علامت ہے لہذا خاتم النبیین کے یہی معنے درست ہیں۔

تخلیقِ آدم سے پہلے خاتم النبیین

پھر ازہری صاحب نے مشکوٰۃ سے یہ حدیث تحریر فرمائی ہے کہ "میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں اور بے شک آدمؑ ابھی مٹی میں پڑے تھے۔" عرض ہے کہ غور فرمایا جائے کہ جب تخلیقِ آدمؑ سے بھی پہلے آپ خاتم النبیین تھے تو گویا جملہ انبیاء آپؐ کے بعد ہی مبعوث ہوئے ہیں۔ پھر خاتمیتِ محمدیہ کو نبیوں کی بعثت میں روک کیوں قرار دیا جائے؟

خاتم النبیین کے معنے قائد المرسلین

پھر ازہری صاحب نے دارمی کی حدیث بایں الفاظ ذکر فرمائی ہے کہ "میں قائد المرسلین ہوں اور فخر نہیں۔ میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔" الفاظ نہایت واضح ہیں خاتم النبیین کے معنے "قابلِ فخر" ہونے چاہئیں۔ سوچئے کیا یہ بھی کوئی قابلِ فخر بات ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا! قابلِ فخر تو قائد اور افضل ہوتا ہے۔ پس اس حدیث نے خاتم النبیین کے معنے قائد المرسلین معیّن کر دیئے ہیں۔ ازہری صاحب کو چاہیئے کہ اس وضاحت کی روشنی میں ان سب احادیث کو حل کر لیں جن میں ان کے خیال کے مطابق نبوت کے انقطاع کا ذکر ہے کیونکہ یہ انقطاع تشریعی اور مستقل نبوّت کا ہے۔ چنانچہ لا نبی بعدی کے معنے علماء سلف نے بھی یہی لکھے ہیں کہ:۔

"کوئی نبی شرع ناسخ نہ لاویگا۔"

دجّال مدعیانِ نبوّت کون ہیں؟

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ قرآن پاک کو منسوخ کرتے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے دائرہ سے باہر نکل کر دعویٰ نبوت کرتے ہیں وہ یقیناً کذاب اور دجال ہیں۔ انہی کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔ ایسے دجال تیس ہوں یا

تیس ہزار' ان کا کذاب ہوتا خود ان کے اپنے دعویٰ اور اپنے بیان سے ہی عیاں ہے۔

آخری نبی اور آخری مسجد کا مفہوم

ازہری صاحب نے لکھا ہے کہ:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد آخری مسجد ہے دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے یعنی نہ اب کوئی نیا نبی آئے نہ اب کوئی نئی مسجد نبوی بنے گی۔" (ختم نبوت نمبر ص۱۲)

جواباً گزارش ہے کہ آپ جن معنوں میں مسجد نبوی کو آخری مسجد مانتے ہیں انہی معنوں میں حضورؐ کو آخری نبی مانیں۔ مسجد نبوی کے بعد مسجدیں تو بن رہی ہیں، قیامت تک بنتی رہیں گی لیکن اس نہج اور طریق کے خلاف مسجد نہ بن سکے گی، جو مسجد نبوی کا طریق ہے اس کے تابع مسجدیں بنیں گی۔ اسی طرح آخر الانبیاءؐ کے بعد آپؐ کے خلاف نبی نہیں آسکتا مگر آپؐ کے تابع نبی آنے میں کوئی روک نہیں ہے۔ آپ لوگ حضرت عیسٰیؑ کی آمد اور ان کی سلطنت کے قائل ہیں۔ کیا ان کو تعمیرِ مسجد کی سعادت سے محروم قرار دیں گے؟

المبشّرات اور غیر تشریعی نبوّت

ازہری صاحب کہتے ہیں کہ:-

(۱) "مومن کا خواب نبوّت کا چھیالیسواں حصّہ ہے اور جو نبوّت سے ہے وہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔"

(۲) نبوّت نام ہے چھیالیس اجزاء کے مکمل ہونے کا۔ جس طرح اگر کسی شخص کے پاس صرف دروازہ یا اینٹ یا چند لوریاں سیمنٹ کی یا کچھ لوہا ہو تو وہ مکان والا ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی سچے خواب تو ہر مسلمان کو نظر آسکتے ہیں تو کیا ہر مسلمان نبی ہے؟"

جناب ازہری صاحب کے بیان سے ظاہر ہے کہ اگر کسی کے پاس دروازہ' اینٹ' سیمنٹ اور لوہا ہو اور وہ ان سے مکان بنالے تو وہ ضرور مکان والا کہلا سکتا ہے صرف لوہے والا نہیں۔ اسی طرح ایک خواب والا مسلمان تو نبی نہیں کہلا سکتا مگر جس کو کثرتِ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہو اور جسے بکثرت امورِ غیبیہ پر اطلاع ملتی ہو اگر اسے اللہ تعالیٰ نبی قرار دیدے تو اس کے نبی ماننے میں ازہری صاحب کو کیا عذر ہے۔ پس حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ ایک قسم کی نبوّت کو قطعی طور پر ثابت کرتی ہے اور وہ غیر تشریعی نبوّت ہے۔

حدیث لوعاش لکان صدّیقاً نبیًّا سے استدلال

جناب ازہری صاحب نے حدیثِ نبوی

ولو عاش لکان صدّیقاً نبیّاً (ابن ماجہ)
کا ترجمہ کیا ہے کہ "اگر (صاحبزادہ ابراہیمؓ) زندہ رہتے تو نبی صدیق ہوتے۔" ظاہر ہے کہ کسی فوت ہونے والے نوجوان کے بارے میں اس کی قابلیت کو مدّنظر رکھ کر اس قسم کا فقرہ اُسی وقت کہا جا سکتا ہے جبکہ اس درجہ کا پانا عمومی طور پر ممکن الوقوع ہو۔ ایک ہونہار طالب علم کے جلد فوت ہو جانے پر آپ تب ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر یہ زندہ رہتا تو ایم۔اے ہو جاتا جبکہ ایم۔اے ہونا عمومی طور پر ممکن الوقوع ہو۔ اگر اس درجہ یا ڈگری کا پانا ہی محال و ممتنع ہو تو فوت ہونے والے کے نام کے ساتھ ایسا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔

استدلال یہ ہے کہ آیت خاتم النبیین سنہ ۵ ہجری میں نازل ہو چکی تھی اس کے قریباً پانچ سال بعد حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہونے والا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صاحبزادہ ابراہیمؓ فوت ہوتا ہے۔ اگر آیت خاتم النبیین کے نزول سے دروازہ نبوت مطلقاً ہمیشہ کے لئے مسدود ہو گیا تھا تو حضورؐ یہ نہیں فرما سکتے تھے کہ اگر ابراہیمؓ زندہ رہتا تو نبی صدیق بن جاتا بلکہ حضورؐ یوں فرماتے کہ ابراہیمؓ بڑی قابلیتوں کا مالک تھا مگر چونکہ میں خاتم النبیین بن چکا ہوں اب اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تب بھی نبی نہ بن سکتا تھا۔ حدیث سے ظاہر ہے کہ حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا کہ "اگر وہ زندہ رہتے تو نبی صدیق ہوتے" پس ابراہیمؓ کا نبی ہونا تو ناممکن قرار پایا کیونکہ وہ فوت ہو گئے مگر یہ ضرور واضح ہو گیا کہ آیت خاتم النبیین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں کسی اُمتی کے نبی صدیق بننے میں ہرگز روک نہیں ہے اور ہمارا حدیث نبوی لو عاش لکان صدّیقاً نبیّاً سے یہی استدلال ہے۔

ازہری صاحب کا غلط اندازِ بیان

جناب ازہری صاحب نے اس جگہ اپنی علمی قابلیت کا یوں اظہار فرمایا ہے کہ :-

"ان کا زندہ رہنا اسلئے محال تھا کہ اگر وہ زندہ رہتے تو کذب باری لازم آتا اور خدا تعالیٰ کا جھوٹا ہونا محال بالذات ہے اور ایک محال کسی دوسرے محال کو مستلزم ہو سکتا ہے۔ جیسے
لو کان زیدٌ حماراً کان ناھقاً۔
اگر زید گدھا ہوتا تو ہینگنے والا ہوتا۔"
(صد ۱۱۳)

پہلا سوال تو یہ ہے کہ اس قسم کے محال بالذات کے صاحبزادہ ابراہیمؓ کی وفات کے موقعہ پر ذکر کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی ؟ زید نہ کبھی حمار تھا نہ ہو گا لیکن نبی تو انسانوں میں سے ہوتے آئے ہیں۔ صاحبزادہ ابراہیمؓ کے نبی ہونے کو زید کے گدھے ہونے پر قیاس کرنا کوئی عقل کی بات نہیں ہے۔ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ پھر ازہری صاحب یہ بھی تو سوچیں کہ اگر

صاحبزادہ ابراہیمؑ زندہ رہتے تو کیا وہ جبراً نبی بن جاتے؟ ایسا خیال تو سراسر باطل ہے۔ ازہری صاحب فرماتے ہیں کہ اگر حدیث کے الفاظ اتنے ہی ہوتے لو عاش لکان صدیقاً تو کیا صاحبزادہ ابراہیمؑ کے زندہ رہنے کی صورت میں ان کے صدیق بننے کو آپ ممکن مانتے یا نہ مانتے؟ ان کا صدیق بننا اُس وقت یعنی وفات کے بعد تو اسی طرح ناممکن الوقوع تھا جس طرح نبی بننا کیونکہ وہ فوت ہو گئے تھے۔ ان کی نبوت میں ان کی موت روک بن گئی تھی۔ اگر وہ زندہ رہتے تو آیت خاتم النبیین ہرگز روک نہ تھی۔

ابن ابی اوفیٰؓ کا اثر

اگر جناب ابن ابی اوفیٰ کے اثر میں یہ لکھا ہے کہ ان کو موت اسلئے دیدی گئی کہ کہیں زبردستی نبی نہ بن جائیں تو یہ بڑا سادہ خیال ہے۔ پھر تو ان کو پیدا ہی نہ کیا جاتا۔ ابن ابی اوفیٰ کا یہ اثر حدیث نبوی لو عاش لکان صدیقاً نبیاً کے صاف طور پر خلاف ہے اسلئے قابل قبول نہیں۔ آپ خود تسلیم کر چکے ہیں کہ :-

"اگر کوئی حدیث ضعیف یا قول صحابی اگر صحیح بھی ہو اور وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو ضرور لائق استدلال نہیں ہو سکتا۔" (ص۱۱)

اسلئے اب آپ تنکوں کا سہارا نہ لیں۔

وحی تشریعی کا انقطاع

ازہری صاحب نے حضرت ام ایمنؓ کا قول نقل کیا ہے۔ "انّ الوحی قد انقطع من السماء" یہ قول انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر فرمایا تھا۔ جس کے صرف یہ معنے تھے کہ جو وحی تشریعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتی تھی اس کا نزول اب منقطع ہو گیا ہے۔ مطلق وحی کے انقطاع کا اس جگہ ذکر نہیں ورنہ صحیح مسلم کی اس حدیث کی کیا توجیہہ ہو گی جس میں آنے والے مسیح موعود پر آخری زمانہ میں آسمانی وحی کے اُترنے کا صاف اور صریح ذکر موجود ہے؟ آیاتِ قرآنیہ صلحاء امت پر ملائکہ کے بار بار نزول اور اُن پر کلام الٰہی کے اتارنے اور اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا کے مسلسل پیغام ربانی کا ذکر کر رہی ہیں (حٰم السجدہ) پس ہر لفظ کو اس کے موقعہ پر رکھنا ضروری ہے۔

"ختم نبوت کا دروازہ" اور گزشتہ انبیاء کی آمد۔

انبیاء گزشتہ کے متعلق جناب ازہری لکھتے ہیں :-

"وہ لوگ اگر حضورؐ کے زمانے میں تشریف لائیں تو ان کے تشریف لانے سے ختم نبوت کا دروازہ نہیں کھل سکتا۔"

جناب عالی! اندر کے لوگ باہر آئیں یا باہر کے اندر

جائیں دروازہ تو بہر طور کھُلے گا۔ نہ کوئی اندر جا سکے گا اور نہ باہر آ سکے گا۔ یہ عجیب دروازہ ہے کہ اندر کے لوگ تو کھُلے بندوں آئیں اور دروازہ بند کا بند ہی رہے لیکن اگر باہر سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اُمتی بھی داخل ہو جائے تو دروازہ فوراً کھُل جاتا ہے۔ علماء کو بات کو وزن کرکے شائع کرنا چاہیئے۔ علماء یہ سب کچھ حضرت عیسےٰؑ کو خاتم النبیین بنانے کے لئے کر رہے ہیں۔ کیونکہ بقول ان کے مکمل طور پر اس دروازہ کی بندش حضرت عیسیٰؑ کے بعد ہی ہو گی۔

قرآن و حدیث کے رُو سے صحیح عقیدہ

قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے رُو سے صحیح عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی طور پر خاتم النبیین ہیں سب سے افضل اور تمام نبیوں کے سردار ہیں۔ اب باقی سب نبیوں کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا محمدی دروازہ کھلا ہے جو ہمیشہ کھُلا رہے گا فیضانِ محمدی ہمیشہ جاری رہے گا۔ آپؐ کے متبعین تمام روحانی درجات حاصل کرتے رہیں گے۔ آپؐ کے اُمتی صالح، شہید، صدیق اور نبی بن سکتے ہیں۔ دوسری اُمتوں کے افراد آپؐ پر ایمان لائے بغیر کوئی مرتبۂ کمال و روحانیت حاصل نہیں کر سکتے۔ پس بندش اغیار کے لئے ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزندوں کے لئے نہیں۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین ؎

وحیٔ خدا کی برکات

(سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام)

ہے غضب کہتے ہیں اب وحیٔ خدا مفقود ہے
اب قیامت تک ہے اس اُمت کا قصوں پر مدار
یہ عقیدہ برخلافِ گفتۂ دادار ہے
پر اُتارے کون برسوں کا گلے سے اپنے ہار
وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
گوہرِ وحیٔ خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اک یہی دیں کے لئے ہے جائے عز و افتخار
یہ وہ گُل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں
یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مشکِ تتار
یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے در کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں رُوئے نگار
بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
بس یہی اک قصر ہے جو عافیت کا ہے حصار
ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں
محض قصوں سے نہ ہو کوئی بشر طوفاں سے پار
ہے یہی وحیٔ خدا عرفانِ مولیٰ کا نشاں
جس کو یہ کامل ملے اس کو ملے وہ دوستدار
واہ رے باغِ محبت موت جس کی رہ گزر
وصلِ یار اس کا ثمر پر ارد گرد اس کے ہیں خار
ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجامِ کار

وفاتِ مسیح قرآن و سنّت کی روشنی میں

ترجمان اہلسنت کے عذراتِ واہیہ پر ایک نظر!

—(۱)—

یہود و نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر مارے گئے اور از روئے تورات لعنتی قرار پائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے ملعون قرار دیئے جانے کی ایک وجہ اُن کا یہ دعویٰ بیان فرمائی ہے اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ (النساء ع ۲۲) کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو جو رسولِ خدا ہونے کا مدعی تھا قتل کر دیا تھا۔ گویا اس طرح اس صلیبی قتل سے اُن کی رسالت باطل کر دی۔

اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ اس الزام سے حضرت مسیحؑ کی تطہیر بیان فرمائی اور قرآن مجید میں ان کے مقتول و مصلوب ہونے کا مدلل ردّ فرمایا اور اس لعنت سے جو مدعی نبوت کے صلیب پر مارے جانے کی صورت میں تورات میں اس کے لئے مقدر بتائی گئی تھی انہیں بری قرار دیکر رفع کا (جو ضدِ لعنت ہے) مستحق قرار دیا۔

قرآن کریم نے حضرت مسیحؑ کے مقتول و مصلوب ہونے کی نفی فرما کر ان کے متوفّی ہونے کا اعلان فرمایا۔ اس لئے کہا کہ جس قتل و صلیب کے ذریعہ یہودی عیسائی حضرت مسیحؑ کو ملعون ثابت کرنا چاہتے تھے اس سے ہم نے اس کو بچا لیا۔ البتہ جس طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام طبعی موت سے فوت ہوتے رہے ہیں حضرت مسیحؑ بھی اسی طرح طبعی عمر پاکر فوت ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت مسیحؑ کی وفات (طبعی موت) کا مختلف پیرایوں میں ذکر فرمایا ہے لیکن یہ امر کس قدر قابلِ افسوس ہے کہ علماء کا عام طبقہ عیسائی روایات کا شکار ہو کر آج تک حضرت مسیحؑ کو آسمانوں پر جسم سمیت زندہ مانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ (المائدہ ع ۱۰) کہ حضرت مسیحؑ محض ایک رسول تھے۔ ان سے پہلے کے سب رسول وفات پا گئے۔ ان کی والدہ صدیقہ تھیں۔ وہ دونوں بھی (زندگی میں) کھانا کھایا کرتے تھے۔

اس آیت میں مسیحؑ کو زمرہ رسل کا ایک رسول قرار دیا گیا ہے اور جملہ سابق نبیوں کی وفات کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر مسیحؑ اور مسیحؑ کی والدہ ماجدہ کے زمانہ ماضی میں کھانے کا ذکر فرمایا۔ گویا اب وہ دونوں نہیں کھاتے اور یہ کھانا نہ کھانا صرف اس وجہ سے

ہے کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں ورنہ حسب منطوق آیۂ کریمہ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ (الانبیاء ع) انبیاء کے جسم بھی کھانے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ اُحد کے موقعہ پر فرمایا :-

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ (آل عمران ع ۱۵)

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہیں ان سے پہلے کے تمام رسول (جن میں مسیح بھی شامل ہیں) فوت ہو چکے ہیں۔ اسلئے اگر آپ طبعی طور پر فوت ہو جائیں یا شہید بھی کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے ؟"

دیکھئے کتنے لطیف اور واضح پیرایہ میں مسیح کی وفات کا بھی تذکرہ فرما دیا ہے۔

پھر قرآن مجید نے نام لیکر حضرت مسیح کی وفات کا بیان فرمایا ہے۔ فرماتا ہے کہ جب یہود نے مکر و فریب سے کام لیکر مسیح کو قتل کر کے لعنتی ثابت کرنا چاہا تو ہم نے مسیح کو تسلی دی : يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ (آل عمران ع ۶) کہ یہ لوگ اپنے مقصد میں ناکام ہوں گے۔ نہ تجھے قتل کر سکیں گے اور نہ ہی لعنتی ثابت کر سکیں گے بلکہ میں تجھے طبعی موت سے وفات دوں گا اور لعنتی ہونے کی بجائے تیرا مرفوع الی اللہ ہونا ثابت کر دوں گا۔

سورۃ المائدہ کے آخری رکوع میں حضرت مسیح سے استفسار کا ذکر ہے۔ فرمایا أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ کہ کیا آپ نے ان تثلیث پرست عیسائیوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی دو معبود بنا لو ؟ حضرت مسیح پوری برّیت کرتے ہوئے فرمائیں گے وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ خداوندا ! میں تو ان لوگوں کا اس وقت تک نگران تھا جب تک ان میں زندہ و دائم تھا پھر بعد از اں جب تو نے مجھے وفات دیدی تو میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر تو تو ہی اُن پر نگران تھا اور تو ہر چیز پر نگہبان تھا"

اس آیت سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ عیسائی قوم میں عقیدۂ تثلیث حضرت مسیح کی وفات کے بعد پھیلایا گیا ہے ان کی زندگی میں نہیں۔ پس نزول قرآن کے وقت بہرحال حضرت مسیح فوت ہو چکے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ (المائدہ ع) کہ وہ عیسائی لوگ کافر ہو چکے ہیں جو تین خداؤں کے قائل ہیں۔

معزز قارئین ! قرآن پاک سے حضرت مسیح کی وفات بالکل عیاں ہے۔ قرآن ان کے مقتول و

مصلوب ہونے کی نفی فرماتا ہے لیکن ان کی طبعی وفات (توفّی) کا اعلان فرماتا ہے۔ اگر با این ہمہ علماء صاحبان عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملا کر مسیح کو دو ہزار سال سے جسمانی طور پر کھانے پینے کے بغیر آسمانوں پر زندہ ماننے پر مُصر ہیں تو وہ گویا خود اپنے عقیدہ سے الوہیتِ مسیح کی گونہ تائید کرتے ہیں ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستارانِ میّت را

—— (۲) ——

ترجمانِ اہلسنّت کراچی کے ختم نبوت نمبر کے دونوں مضمونوں یعنی (۱) "ختم نبوت اور قرآن" (۲) "ختم نبوت احادیث کی روشنی میں" پر الفرقان میں ہم تبصرہ کر چکے ہیں ع

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

اس وقت ہمارے سامنے جناب "خطیب پاکستان" مولوی محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کا مضمون "حیاتِ مسیح علیہ السلام" ہے۔ مضمون نگار لکھتے ہیں کہ:۔

"اس مسئلہ کو مسئلہ ختم نبوت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر بفرضِ محال حیاتِ مسیح ثابت نہ ہو سکے تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔" (ص۳۲)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اندریں صورت رطب و یابس پر مشتمل اس مضمون کو "ختم نبوت نمبر" میں داخل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اب جب یہ مضمون شامل ہو گیا ہے تو ہم اس پر بھی قولہ اور اقول کے اسلوب پر تبصرہ کرنا مفید سمجھتے ہیں۔ اللہ کرے کہ قارئین فائدہ اٹھا سکیں۔

قولہٗ: "اہلِ اسلام میں سے آج تک کسی نے اس (عقیدۂ حیاتِ مسیح) سے اختلاف نہیں کیا۔"

اقول۔ مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا عبید اللہ سندھی، علامہ محمد اقبال، علامہ محمود شلتوت اور مفتی محمد عبدہٗ مصری بالکل آخری زمانے کے مشاہیر کے نام پیش ہیں جو وفاتِ مسیح کے قائل ہیں۔ کیا اوکاڑوی صاحب ان کو اہلِ اسلام سے نہیں سمجھتے؟

قولہٗ: "نہ انہوں نے قتل کیا نہ صلیب دیا۔ دونوں کی الگ الگ مستقل نفی فرمائی تاکہ واضح ہو جائے کہ ہلاکت کی کوئی صورت پیش نہیں آئی۔"

اقول۔ ٹھیک ہے حضرت عیسےٰؑ کو ہلاکت بذریعہ قتل اور ہلاکت بذریعہ صلیب سے بچا لیا گیا۔ باقی سنّتِ انبیاء کے مطابق حضرت مسیحؑ پر ظاہری تکلیف کا شدید ابتلاء آیا اور پھر وقت پر انکی طبعی وفات ہوئی۔

قولہٗ: "ان کے لئے ایک کو عیسےٰؑ کا شبیہ اور ہمشکل بنا دیا گیا تاکہ اس کو عیسےٰؑ سمجھ کر قتل کریں۔"

اقول۔ اول تو "ہمشکل" بنائے جانے والے

کا ذکر یا اشارہ قرآن پاک میں کہیں نہیں۔ یہ تو محض ایجاد بندہ ہے۔ دوم اگر حضرت عیسےٰ کو بچانا ہی مقصود تھا تو یہود کا دل خوش کرنے کے لئے انہیں عیسےٰ کا ہمشکل دکھا کر اُن کے ہاتھوں قتل کروانے کی کیا تُک ہے؟

قولہ:۔ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کا ترجمہ ہے "بلکہ اُن کے لئے اُس کی شبیہہ کا ایک بنا دیا گیا۔"

اقول۔ یہ ترجمہ اسلئے درست نہیں کہ اس میں اصل الفاظ پر "ایک" کا ناروا اضافہ ہے۔ جس کا کوئی مرجع نہیں ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ انہوں نے نہ اس کو مقتول بنایا نہ مصلوب بنایا لیکن وہ ان کی نگاہ میں مقتول اور مصلوب کے مشابہ بنا دیا گیا۔ لم یجعلوہ مقتولاً او مصلوباً ولکنہ شُبِّہَ فی اعینھم بالمقتول و المصلوب۔ لفظ شُبِّہَ باب تفعیل سے ہے اس کے لئے مشبّہ اور مشبّہ بہٖ کا ذکر ہونا چاہیئے۔ مسیح کو مشابہ بنایا گیا اس کا ذکر موجود ہے جس کا مشابہ بنایا گیا اس کا ذکر مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کے فعل میں ہے جیسا کہ آیت اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى میں هُوَ کا مرجع عدل ہے جو فعل اِعْدِلُوْا میں مذکور ہے۔

قولہ:۔ "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی ضمیر اسی طرف راجع ہے جس طرف قتلوہ اور صلبوہ کی ضمیریں راجع ہیں۔"

اقول۔ تینوں جگہ ضمیر کا مرجع حضرت مسیحؑ ہیں مگر لفظ مسیحؑ کا اطلاق مذکور فعل کے مناسب حال روح پر یا جسم پر یا ہر دو پر ہوگا۔ ہم کہتے ہیں مسیحؑ سرخ رنگ کے ہیں اسجگہ مسیحؑ سے مراد انکا جسم ہوگا۔ ہم کہتے ہیں مسیحؑ بہت نیک ہیں اسجگہ مسیحؑ سے مراد انکی روح ہے۔ ہم کہتے ہیں مسیحؑ نمازیں پڑھتے تھے اسجگہ مسیحؑ سے مراد روح اور جسم دونوں ہوں گے قتل نام ہے روح و جسم میں جبری تفریق پیدا کرنے کا اور رفع نام ہے شان اور عظمت کے بلند کرنے کا۔ دیکھئے آیت وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (مریم ع) میں روحانی رفع ہی مراد ہے۔ آیت فی بیوتٍ اذن اللّٰہ ان ترفع (نور ع) میں ان گھروں کی دیواروں کو اٹھانا مراد نہیں بلکہ انکی شان اور عظمت بلند کرنا مراد ہے۔ اَلرَّافِعُ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ لغت میں لکھا ہے الذی یرفع المؤمنین بالاسعاد و اولیائہ بالتقریب (لسان العرب) کہ اللہ تعالےٰ بایں معنی الرافع ہے کہ وہ مومنوں کو سعادت سے نوازتا ہے اور اپنے اولیاء کو مقرب بناتا ہے۔

قولہ:۔ "رفع روحانی یعنی موت مراد لینے سے وکان اللّٰہُ عزیزاً حکیماً کے ساتھ مناسبت نہیں رہتی۔"

اقول۔ رفع روحانی سے مراد بلندی درجات ہوتی ہے نہ کہ موت۔ اور ظاہر ہے کہ نامساعد حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیحؑ کو بلند درجات عطا فرمانا اسکے عزیز و حکیم ہونے پر واضح دلیل ہے۔

قولہ:- "رَافِعُكَ اِلَيَّ" کا ترجمہ "تجھے اپنی طرف یعنی آسمان پر اُٹھانے والا ہوں"

اقول:- لفظ "یعنی آسمان پر" اوکاڑوی صاحب کی اختراع ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ صرف آسمان پر ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں ہر جگہ ہے تو پھر مسیح کو دونوں جگہ جانا چاہیئے مثلاً ان کی رُوح آسمانوں پر چلی جائے اور جسم زمین میں چلا جائے تب تو بات درست ہو سکتی ہے مگر مولوی صاحب کہیں گے کہ یہی تو موت ہے۔

قولہ:- "اگر اس آیت میں توفّی سے مراد موت لی جائے تو یہ یہودیوں کی تدبیر کی کامیابی ہوگی کیونکہ ان کی تمنّا و آرزو یہی تھی کہ عیسےٰ کو ختم کر دو تو اللہ نے ان کو موت دیکر یہودیوں کی تمنّا و آرزو کے مطابق کر دیا۔"

اقول: علماء جب تجاہلِ عارفانہ پر آجائیں تب بھی حد کر دیتے ہیں۔ بھلا یہ کس نے کہا کہ یہودی جب تینتیس سال کی عمر میں حضرت مسیح کو قتل کرنا چاہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ان کو موت دیدی؟ ہمارا عقیدہ تو حدیث نبوی اِنَّ عیسی ابن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ (کنز العمال) کے مطابق یہ ہے کہ حضرت مسیح نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔ وہ یہودیوں کے مکر و تدبیر سے بچائے گئے تھے۔

قولہ:- "توفّی بمعنی موت میں مجازی معنے ہیں یعنی مرنے والے پر توفّی کا اطلاق اسلئے ہوتا ہے کہ اس کی مدتِ حیات پوری ہو جاتی ہے اور اتمامِ عمر کے لئے موت لازم ہے۔"

اقول:- اگر اصل معنے مدتِ حیات پوری ہو جانے یا اتمامِ عمر کے ہیں تو اسی کو موت کہتے ہیں۔ توفّی کا لفظ جب باب تفعّل سے ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا فاعل ہو اور ذی روح مفعول بہٖ ہو تو اسجگہ بجز قبضِ روح اور کوئی معنے نہیں ہوتے یعنی قبضِ جسم کے معنے اس صورت میں سراسر غلط ہیں۔ قرآن پاک، احادیث نبویہ اور لغتِ عرب میں یہ لفظ اسی صورت میں اور صرف انہی معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ اسکے خلاف ایک نظیر پیش کرنیوالے کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے ستر اسّی برس سے ایک ہزار روپے کا انعامی اعلان کر رکھا ہے مگر کوئی عالم میدان میں نہیں آیا نہ کبھی آئے گا۔ توفّی کے لفظ کے ساتھ اگر لیل یا منام کا قرینہ ہو تو قبضِ روح ناقص یعنی نیند آتا ہے۔ اگر قرینہ نہ ہو مطلق ہو تو ذی روح کو موت دینے یعنی قبضِ روح تام ہی کے معنے ہوتے ہیں۔

قولہ:- "آیت وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ کا ترجمہ یوں ہے "کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں ہوگا مگر وہ ضرور ضرور ایمان لائے گا عیسےٰ (علیہ السلام) پر ان کی موت سے پہلے اور وہ عیسےٰ علیہ السلام ان پر قیامت کے دن گواہ ہوں گے۔"

اقول:- اوّل تو یہ فرمائیے کہ یہ "ہوگا" کس زمانہ سے متعلق ہے؟ دوم مسیح پھر ان اہل کتاب

پر دنیا میں کیوں گواہ نہ ہوں گے، صرف "قیامت کے دن" گواہی کا کیوں ذکر کیا ہے؟ سوم جو اہل کتاب بغیر مزعومہ ایمان کے مر رہے ہیں وہ "ان من اھل الکتاب" کے حصر سے کیونکر باہر رہیں گے؟ چہارم اگر یہ مسیح کا ایمان ہے تو اس آیت کے بعد پھر اہل کتاب کی برائیوں کے ذکر کا سلسلہ کیوں جاری ہے؟

بات تو اتنی ہے کہ اہل کتاب نے آیت اِنّا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ میں جس جھوٹے ایمان اور جھوٹے زعم کا اعلان کیا تھا وہ لوگ باوجود اللہ تعالیٰ کے وضاحت کر دینے کے اسی ضد پر قائم ہیں اور مسیح کو مقتول اور لعنتی (نعوذ باللہ) مانتے چلے جا رہے ہیں۔ لَیُؤمِنَنَّ میں لفظ ایمان یُؤمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ والا ایمان ہے۔

قولہ:۔ آیت مَکَرُوا وَمَکَرَ اللّٰہ کے سلسلہ میں "یہودیوں کی خفیہ سازش و تدبیر حضرت عیسےٰؑ کو قتل کرنے اور صلیب دینے کی تھی اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بچانے اور زندہ آسمان پر اُٹھانے کی تھی۔"

اقول۔ یہی الفاظ حضرت صالحؑ کے متعلق آئے ہیں: وَمَکَرُوا مَکْرًا وَّمَکَرْنَا مَکْرًا (النمل ع۴) اور یہی الفاظ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آئے ہیں: وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ (الانفال ع۴) مگر اوکاڑوی صاحب کے مفسرین ان میں سے کسی جگہ بھی "زندہ آسمان پر اُٹھانے" کی تدبیر مراد نہیں لیتے۔ آخر کیوں؟ کیا صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی خاطر آیاتِ قرآنیہ کے الفاظ کے معنوں میں توفی ہو یا مکر ہو، تبدیلی کی جاتی ہے؟ سلامت رکھنے اور زندہ بچا لینے کا مفہوم تو ہر جگہ مراد ہے مگر یہ "زندہ آسمان پر اٹھا لینے" کی رٹ صرف مسیح کے بارے میں لگائی جاتی ہے۔

قولہ:۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ منورہ میں ہوئی اسلئے کہ آپ کے اجزائے جسمیہ مدینہ منورہ کی مبارک زمین سے لئے گئے تھے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہجرت آسمان پر ہوئی اسلئے کہ ان کے اجزائے جسمیہ آسمان سے جبریل امین لیکر آئے تھے۔"

اقول۔ شاید اوکاڑوی صاحب کو اس "دلیل" پر بہت ناز ہوگا مگر اوّل تو اس خیال باطل کی کوئی اساس قرآن مجید اور حدیث نبوی

میں نہیں ہے۔ دوم اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا اور آپ وہیں مدفون ہوئے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہی فوت ہوں اور وہیں مدفون ہوں۔ سوم سوال یہ ہے کہ جناب ادکاڑوی صاحب کو کس طرح معلوم ہوا کہ جبریل امین حضرت عیسےٰ کے "اجزاء جسمیہ" آسمان سے لائے تھے؟ کیا آسمانوں پر بھی یہ "اجزاء جسمیہ" ہوتے ہیں جو رحم مادر میں پرورش پاکر بچہ کی صورت اختیار کرتے ہیں؟

بالآخر ہم سمجھدار مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ علماء کے ان گھناؤنے عقائد پر غور کریں کہ یہ لوگ کس طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو گھٹانے اور مسیح کی عظمت کو بڑھانے پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں؟ جب عیسائیوں نے مسیح کی بے باپ ولادت پر اترانا شروع کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جھٹ فرما دیا تھا اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (آل عمران ع) کہ مسیح کی مثال اللہ کے ہاں آدمؑ کی مثال ہے۔ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور امر کُنْ کہہ کر اسے وجود بخش دیا۔

مولوی لوگ جب حضرت آدمؑ کی پیدائش جنت میں مانتے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (ص ع) تو آدم کے زمین پر آنے کے بعد مستقل طور پر آسمان پر جانے کا کیوں عقیدہ نہیں رکھتے؟

قولہ:۔ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کی مثال کے لئے آیت اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ (آل عمران ع) اور آیت ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ (آل عمران ع) کو پیش کیا ہے۔

اقول۔ تَوَفَّیْتَنِیْ باب تفعّل سے ہے اور توفون اور توفی کل نفس باب تفعیل سے ہیں۔ کیا علماء کو اتنا بھی علم نہیں کہ ابواب کی تبدیلی سے معانی میں فرق پیدا ہو جاتا ہے نیز ہماری گفتگو تو ذوی الارواح انسانوں کی توفی کے بارے میں ہے۔

قولہ:۔ "جب نازل ہونگے عمر ۳۳ سال ہوگی۔ ۴۰ برس زندہ رہیں گے"۔

اقول۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو بیان فرما چکے ہیں اِنَّ عیسی بن مریم عاش عشرین ومائة سنة (حجج الکرامہ) کہ حضرت عیسےٰ نے ایک سو بیس سال زندگی پائی ہے مگر مولوی صاحبان دو ہزار برس گزرنے کے باوجود تینتیس سالہ عیسےٰ بن مریمؑ کے منتظر بیٹھے ہیں ؎

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمرِ دنیا سے بھی اب تو آگیا ہفتم ہزار

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدظلہ کی عالمی عدالت سے باعزت فراغت

محترم میاں محمد شفیع صاحب (م ۔ ش کی ڈائری) میں لکھتے ہیں :-

"بین الاقوامی شہرت رکھنے والے جناب چوہدری محمد ظفر اللہ صاحب ۵ فروری ۱۹۷۳ء کو عالمی عدالت کی صدارت سے ریٹائر ہو رہے ہیں۔ ایک مکتوب گرامی میں انہوں نے لکھا۔

"خاکسار کے رکن عدالت رہنے کا عرصہ ۵ فروری ۱۹۷۳ء کو ختم ہو جائے گا۔ خاکسار کے دوبارہ انتخاب کی نامزدگی حکومت پاکستان اور بعض دوسری حکومتوں کی طرف سے کی گئی تھی لیکن خاکسار نے پختہ غور کرنے کے بعد جناب صدر پاکستان کی خدمت میں گزارش ارسال کر دی تھی کہ خاکسار کا نام واپس لے لیا جائے۔

برادرم شیخ اعجاز احمد صاحب کی خدمت میں یہ اطلاع عرض کرتے وقت مولینا روم کے تین شعر بھی گزارش کئے تھے ؎

بجاناں جاں رہا کردیم و رفتیم
کہ کرداست آں کہ ما کردیم و رفتیم
ز خود امید کلی بر گرفتیم
توکل بر خدا کردیم و رفتیم
ہر آنکس کو جفا میگفت ما را
کنوں بر وے دعا کردیم و رفتیم"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۶ نومبر ۱۹۷۲ء)

الفرقان - ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی عمر نہایت بابرکت طور پر بڑھائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ دین و ملت کی بیش بہا خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین

اصحاب کہف کے شب و روز

تصویری زبان میں

(از محترم جناب جُنید ہاشمی صاحب۔ ربوہ)

قرآن مجید کی سورۂ کہف میں جن برگزیدہ "اصحاب الکہف والرقیم" کا ذکر ہے ان کے بارے میں جدید تحقیق و انکشاف سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ زمین دوز غاریں یا سرنگیں روم کے اردگرد کے میدانِ لطیم (LATIUM) میں پھیلی ہوئی قدیم شاہراہوں کے نزدیک واقع ہیں۔ چونکہ رومن حکومت میں شہر کے اندر مُردے کی تجہیز و تدفین قانوناً منع تھی اسلئے بُت پرست اور مشرکین کے قبرستان روم کے باہر موجود ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریین اور پیروؤں نے رومن حکومت کے ظلم و تشدد اور ایذارسانی سے بچنے کے لئے ان غاروں اور سرنگوں میں پناہ لے لی تھی اور کم از کم تین سو سال تک وہ لوگ انہیں پناہ گاہوں میں عزلت و عُسرت میں زندگی بسر کرتے رہے۔ یہ لوگ کس طرح ان زمین دوز جگہوں میں اتنا عرصہ رہے؟ وہ اپنے شب و روز کن کاموں یا عبادتوں میں گزارتے رہے؟ اور اپنے شہداء اور مُردوں کو کیسے دفن کرتے رہے؟ ایک لمبی تاریخ ہے۔ تاہم ذیل کی سطور میں تاریخ اور آثارِ قدیمہ کی کھُدائی سے جن بعض حیرت انگیز واقعات کا انکشاف ہؤا ہے اور جن کا ثبوت اس زمانے کے اصحاب الرقیم کے مسودوں یا دیواروں پر منقش تصاویر (Frescos) سے ملتا ہے ان کا ذکر کیا جاتا ہے:-

سینٹ پال کے مکتوب ناموں (EPISTLES OF ST. PAUL) سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ پہلی صدی کے مسیحیوں کا معاشرہ کس قسم کا تھا۔ وہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں منقسم تھے جن کا ایک امیر ہوتا تھا اور وہ اپنے اپنے زمین دوز معبدوں میں رہتے تھے۔

بعد میں جوں جوں رومیوں نے تشدد اور ایذا رسانی میں زیادتی کرنا شروع کر دی ان کی آپس میں محبت و اتحاد بڑھتا گیا اور اپنے شہداء اور مرنے والوں کی یادگاروں کو محفوظ بنانے کے لئے انہوں نے ان غاروں اور سرنگوں کو استعمال کرنا شروع کر دیا اور ان کو مزید تعمیر و استوار کرکے انہیں قابلِ رہائش اور محفوظ و مصئون کر لیا۔ یہ کھوہ یا سرنگیں شہر روم کے باہر دراصل چونے کے پتھر کی کانیں (limestone querris) تھیں۔ جو وہاں آتش فشاں چٹانوں میں سے مسام دار چونے کا پتھر

(Puzzo Lana) نکالنے کی وجہ سے بن گئی تھیں۔ ان پتھروں سے شہر کی تعمیر میں جو سیمنٹ استعمال ہوتا تھا وہ بنایا جاتا تھا۔ چنانچہ ایسی بے شمار غاریں وہاں موجود تھیں۔ ان کانوں کو تھوڑی سی مرمت کرنے کے بعد سیدھا کر لیا جاتا تھا اور تھوڑی سی محنت کے بعد ان کو آپس میں ملا لیا جاتا یا بعض سوراخ بند کر لئے جاتے تھے۔ پھر سرنگوں کی شکل میں لمبے لمبے راستے بنا لئے گئے اور بھول بھلیوں کی طرز پر اندر ہی اندر پوشیدہ راستے اور پناہ گاہیں بنا لی گئیں تاکہ تعاقب اور گرفتاری کے وقت وہ لوگ محفوظ رہ سکیں۔ بعض جگہ چھت کا سہارا دینے کے لئے ہلکی پختہ اینٹیں یا پتھر کی سلیں بھی استعمال ہوئی ہیں۔ وہ لوگ مُردوں کو اکثر راستوں کی دیواروں میں بنائے گئے طاقچوں میں دفن کرتے تھے جو نصف دائرہ کی شکل میں ہوتا تھا۔ پھر سامنے سے اینٹوں یا پتھروں سے بند کر دیتے تھے اور اس پر چھوٹا سا کتبہ لگا دیتے تھے جو سیمنٹ یا پتھر پر کندہ ہوتا تھا۔ راستوں کے چوراہوں پر چھوٹا سا کمرہ ہوتا تھا یا بعض جگہ بڑے بڑے ہال جو عبادت گاہ یا مجلس مشاورت کے انعقاد کے لئے بنائے گئے تھے پائے گئے ہیں جن میں روشنی اور ہوا کے لئے بڑی چابکدستی اور ہوشیاری سے سوراخ بھی بنائے گئے ہیں۔ ایسے کمروں یا ہالوں کے اندر بعض برگزیدہ ہستیوں یا عہدیداروں کے پتھر کے تابوت بھی ملے ہیں جن میں ان بزرگوں کی ہڈیاں محفوظ ہیں۔ انہی زمین دوز قبروں کے اُوپر عبادت گاہوں اور قربان گاہوں کے لئے مزید کمرے بنے ہوئے تھے بلکہ اب بھی مسیحی گرجے اور کلیسا پرانے زمانے کی رہائش گاہوں کے اُوپر تعمیر شدہ ہیں جیساکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا (الکہف: ۲۲) گویا کہ ان مزاروں کے عین اُوپر عبادت کے لئے حجرے بنا لئے جاتے تھے تاکہ تنہائی اور علیحدگی میں ایک چھوٹا سا گروہ عبادت کر سکے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ صدیوں کے بعد عرصہ تک زائرین ان مزاروں کے اُوپر والے کمروں میں باجماعت دُعا کے لئے بعض مخصوص ایام میں جاتے رہے ہیں اور بعد میں جب عیسائی مذہب اختیار کرنے کی آزادی ملی اور تمام پابندیاں دُور ہو گئیں تو انہیں زیرِ زمین مقبروں اور معبدوں کے اُوپر سینٹ پال اور سینٹ پیٹر کے عظیم الشان گرجے تعمیر کر لئے گئے اور تہ خانوں میں ابھی کمرے کھوہ اور سرنگیں موجود ہیں۔ ان سرنگوں کے راستے پیچیدہ اور تنگ و تاریک ہیں کہ ایک قطار بنا کر ہی اندر کے کمروں اور ہالوں میں پہنچا جا سکتا ہے اور راستوں کے چوراہوں پر جہاں جگہ ذرا فراخ ہو جاتی ہے ہمیں دیواروں پر منقش تصاویر اور بعض یادگار تحریریں ملتی ہیں اور ایسے ہی چوراہوں یا بڑے بڑے کمروں میں باہر سے ہوا اور روشنی حاصل کرنے کے لئے بڑی کاریگری سے سوراخ بنائے گئے ہیں جن کی موجودگی کا علم باہر سے نہیں ہوتا۔ یہ راستے نم آلود اور تاریک ہیں اور ان کی کثیف ہوا ناخوشگوار اثر رکھتی ہے۔

جدید آثارِ قدیمہ کے ماہرین نے جو سب سے حیرت انگیز بات دریافت کی ہے وہ دیواروں پر کی

نقاشی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی صدی عیسوی سے لیکر چوتھی صدی کے شروع تک ان غاروں میں بسنے والے راہبوں اور تارک الدنیا بزرگوں نے اپنے عقائد اور جذبات کا اظہار تصویری زبان میں بڑی محنت اور تندہی سے جاری رکھا تھا۔ اس کے بعد جب مسیحی مذہب کو تبلیغ و اشاعت کی عام آزادی مل گئی تو نہ صرف ان کھوف پر گرجا گھر ہی بنے بلکہ ان غاروں (Catacombs) کے نقشہ جات اور مسودات کو عجائب گھروں میں رکھا گیا۔ اس سلسلے میں چوتھی صدی کے پوپ دماسس اوّل (سپین)۔ شہنشاہ قسطنطین (یونان) اور شارلیمین (یورپ) نے بڑا کام کیا ہے کیونکہ انہوں نے علی الاعلان عیسائیت قبول کر لی تھی۔

ان غاروں کی منقش دیواروں پر زیادہ تر شہید کیے جانے والے بزرگوں کے کارنامے اور سوانح یا مزاروں کے کتبے ہیں۔ اس کے علاوہ بائیبل میں درج شدہ بعض مشہور واقعات کی تصویریں ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ کا چٹان سے آگ پیدا کرنے کا منظر، یا حضرت نوحؑ کا کشتی سے نکلنے کا منظر، تین عبرانیوں کا آگ میں پھینکے جانے، یا حضرت یونسؑ کی ایڈی بکھیڈ کر شارک مچھلی کا بچانا اور بعد میں ان کا کدّو کی بیل کے نیچے لیٹے ہوئے آرام پانا، یا حضرت دانیالؑ شیروں کی غار میں۔ مشرق کے تین دانشمندوں (MAGI) کا حضرت مسیحؑ کی پیدائش کے وقت یروشلم کی طرف آنے کا منظر بڑی سادہ تصویروں میں پیش کیا گیا ہے۔ اصحاب کہف کے علاوہ اصحاب الرقیم میرے خیال میں نہ صرف بائیبل اور انجیل لکھنے والے ہی تھے بلکہ ان میں سے بعض بڑے اچھے مصوّر اور سنگ تراش بھی تھے۔ مصوّروں نے دیواری نقاشی کے اچھے نمونے یادگار چھوڑے ہیں اور سنگ تراشوں نے پتھر کے تابوت (Sarcophagus) بڑی خوبصورتی سے بنائے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ قرونِ اولیٰ کے عیسائیوں نے مصوّری کی روایت قدیم رومن آرٹ سے حاصل کی تھی اور اس نقاشی کا گہرا مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تصاویر میں کیوپڈ یا فرشتوں کا ہار گوندھتے ہوئے ظاہر کرنا یا پرندوں، انگور کی بیلوں اور پھولوں جیسی تزئین قدیم رومن تہذیب کی عکاسی کرتی ہے تاہم انہیں نئے مذہب (عیسائیت) کی روایات کے مطابق ڈھالنے کا سراغ بھی ملتا ہے۔ کیونکہ عیسائیت کی اپنی کوئی روایت نہیں تھی اسلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کیٹاکومز (کھوف) میں جو تصویر مثلاً سورج، کیوپڈ اور سائیکی کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس کا مطلب عیسائی زبان میں خدا، اور رُوح القدس کے اتصال کی علامت ہے۔ اسی طرح نیم عریاں پریوں سے مراد موسم بہار و خزاں ہے۔ تاہم اس عیسائی نقاشی میں بہت ستر پوشی اور حیا کا عنصر غالب ہے۔ یہودیوں میں نقاشی اور مصوری کا رواج بڑی مدت سے چلا آتا تھا اور وہ عموماً بائیبل کے قصص جات اور واقعات تصویری زبان میں ادا کرتے تھے۔ عیسائیت بھی دراصل یہودیت میں سے ہی نکلا ہوا ایک فرقہ ہے۔ ان کی شریعت بھی موسوی ہے اسلئے یہ

بات کوئی تعجب انگیز نہیں کہ عیسائیوں نے بھی اسی مصوّری اور نقاشی کے رواج کو اپنا لیا ہو میسوپوٹیما (ارضِ شام و عراق) اور مصر کے یہودی کنیساؤں میں ایسی بے شمار تصاویر اور بُت موجود ہیں جو بائیبل میں درج شدہ واقعات کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ بائیبل کی ایک طرح کی تفسیر ہیں۔ اگرچہ شریعتِ موسوی میں تصویر کشی اور بُت تراشی مذہباً ممنوع تھی۔ تاہم اس پر بہت کم عمل ہوا ہے بلکہ اب تک کتابوں میں فرضی تصاویر کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

الغرض ان دیواری منقش تصاویر اور سنگ تراشی کے مجسموں پر تحقیق اور ریسرچ کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اوّل اوّل مصوّروں نے بائیبل کے موضوعات کو "عہد نامہ عتیق" کے بیان کردہ واقعات کے مطابق بنایا ہے لیکن اس کے بعد مسیحی نقطۂ نظر کے لحاظ سے ان کو ڈھال لیا گیا ہے۔ مثلاً حضرت نوحؑ کی کشتی اور کبوتر کی جگہ حضرت مسیحؑ اور روح القدس کا تصوّر پیش کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کا چٹان سے چشمہ پیدا کرنے کو بپتسمہ کی علامت بنا لیا گیا۔ حضرت اسحٰقؑ کی قربانی کے نظارہ کو حضرت مسیحؑ کو صلیب پر چڑھانے کے مترادف کر دیا گیا۔ حضرت یونسؑ اور مچھلی کے واقعہ کو حضرت مسیحؑ کی تدفین اور دوبارہ زندہ ہونے سے تشبیہ دی گئی۔ اسی طرح تین عبرانیوں کو آگ میں ڈالے جانے والے قصہ کو روحانی پاکیزگی کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ طوبیاس، ایوبؑ اور داؤدؑ کی دوبارہ زندگی کو کلام اللہ کی طاقت سے ایک نیا انسان بنانے کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ اکثر تصاویر میں ایک مرد اور عورت کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے جسے ORANTES کہا جاتا ہے۔ اس میں عورت ایک لمبے لبادہ میں ملبوس ہے اور نقاب اوڑھے کھڑی ہے۔ جو سر کے بالوں کو ڈھانپے ہوئے ہے اور مرد چھوٹی چادر کندھوں پر ڈالے ہوئے ہے۔ دونوں کا لباس سادہ ہے۔ ہر تصویر کے نیچے in pace کا لفظ کندہ ہے جس سے مراد یہ ہے کہ مرد و زن کی رُوحیں آستانۂ ربّ پر حاضر ہیں اور یہ دونوں "حقیقی مسیحی" ہیں۔ بعض نظارے سات سات یا تین تین مردوں کا ایک میز کے گرد بیٹھ کر "المائدہ" کھانے کے بارے میں ہیں جسے EUCHARIST کہتے ہیں۔ چونکہ سینٹ پال کا قول ہے کہ "ہم مسیحؑ کو گوشت پوست کے پُتلے کی صورت میں تو جانتے ہیں لیکن اب ہم اس کی شکل و صورت سے محروم ہیں۔" اسلئے مصوّروں نے حضرت مسیحؑ کی شبیہ سازی بھی شروع کر دی۔ ان کے لئے انہوں نے قدیم یونانی آرٹ سے ایک ایسے نوجوان کے بُت کی نقل کرنا شروع کر دی "جو چرواہا تھا اور جو اپنے کندھوں پر ایک نوزائیدہ بھیڑ کا بچہ اُٹھائے ہوئے تھا" کیونکہ یہ ان کے عقیدے سے عین مطابقت رکھتا تھا۔ ایسی تصاویر میں حضرت مسیحؑ بغیر داڑھی کے ہیں۔ ایک مضبوط جسم اور اوپر کے ہونٹ پر ہلکا سا سبزۂ خط نمایاں ہے۔ اسی طرح ایک تصویر حضرت مریمؑ کی گود میں بچّے کی ہے اور اس کے نیچے یسعیاہ نبی کی

پیشگوئی درج ہے "دیکھو! کہ ایک کنواری کو حمل ہوگا اور وہ بچہ جنے گی جس کا نام عمونئیل ہوگا۔" تصویر میں بیت اللحم پر ستارہ بھی دکھایا گیا ہے۔

پھر ہم کو ان غاروں سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ بعض "پاکباز شہیدوں" کے تابوتوں میں ان کے پاؤں کی ہڈیوں کے پاس انجیل اور صحیفوں کے مسوّدات دھرے ہوتے تھے جن کی وہ لوگ "عبادت" کی حد تک عزت کرتے تھے۔ ایسے کئی صحیفے "رومی ٹیلہ" کی کھوہ سے ملے ہیں۔ اسی طرح تابوتوں پر انجیل کے واقعات کو سنگ تراشی سے ظاہر کیا گیا ہے۔

چونکہ پہلے پہل عیسائی اپنے مُردوں کو پتھر کے تابوتوں میں دفن کرتے تھے جنہیں وہ عام رومی بازاروں سے خرید لیتے تھے اور پھر خود ان میں عیسائی عقیدے کے بموجب تصاویر میں تھوڑی بہت تبدیلی کر لیتے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد تابوت بیچنے والے بھی جسم کے علاوہ سر کے حصے کو خط و خال سے خالی رکھ چھوڑتے تھے۔ تاکہ مُردے کے خط و خال خود دفن کرنے والے اپنے خیال کے مطابق تراش لیں۔ اس قسم کا ایک تابوت اب بھی لیٹرن کے عجائب گھر میں موجود ہے جو عجوبہ روزگار میں سے ہے۔ اسے "دینی تابوت" کہا جاتا ہے۔ اس کے ڈھکنے کے اوپر فوت شدہ آدمی کا بُت لیٹا ہوا ہے۔ جس کا سر والا حصہ جسم ایک ڈھال میں رکھا ہوا ہے (یعنی وہ لازوال ہوگیا) تابوت کے بائیں طرف آدم اور حوا کا جنت سے نکالے جانے کا نظارہ ہے اور دائیں طرف لازرس (LAZARUS) کو حضرت مسیح کا زندگی بخشنا بتایا گیا ہے۔ ایک طرف مشرق کے تین دانشمند (MAGI) حضرت مسیح کی ولادت پر تحفے پیش کرتے دکھائے گئے ہیں (گویا کہ انسان ایمان حاصل کرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے) اور دوسری طرف حضرت موسیٰ کا حوریب کی چٹان سے پانی نکالنے کا منظر ہے۔ یہ تابوت عہد نامہ عتیق اور جدید کے امتزاج کا ایک حسین نمونہ ہے۔ ایسے تابوت بنانے کے دو مرکز معلوم ہوتے ہیں۔ ایک آرلیز میں تھا اور دوسرا اسلوتا میں۔ حضرت مسیح کی ایسی تصاویر جن میں ان کی داڑھی اور لمبا چہرہ نظر آتا ہے۔ تیسری صدی کے بعد (جب کہ قسطنطین نے عیسائیت قبول کی) کی ہیں اس وقت عیسائیوں پر سے ہر قسم کی پابندیاں اٹھا لی گئی تھیں۔ لیکن اس سے قبل پطرس کی تصویر میں اسکے سر کے بال گھنگھریالے اور گھنے دکھائے گئے ہیں اسی طرح پال کا سر گنجا دکھایا گیا ہے۔ ان غاروں سے ٹوٹے ہوئے کانسی اور ہاتھی دانت کے مجسمے اور پیالے اور برتن وغیرہ بھی ملے تھے جو لوگ تبرکات کی صورت میں اٹھا کر لے گئے۔ اب ایسی تھوڑی یادگاریں مختلف عجائب گھروں میں موجود ہیں۔

باضابطہ طور پر جب ان کھوف کے بارے میں تحقیق و مطالعہ کیا گیا تو واضح ہوا کہ رہنے سہنے کے کمرے اور حجرے عبادتگاہوں کے نیچے بنے ہوئے تھے اور عبادت کی جگہیں ان کے اوپر بنی ہوتی تھیں جہاں یہ لوگ مجالس منعقد کرتے تھے یا اکٹھے مل کر دعائیں

پڑھتے تھے۔ ان چھوٹی چھوٹی جماعتوں کا ایک امیر ہوتا تھا جو اُن کی روحانی تربیت کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ چنانچہ سینٹ کلیمنٹ، سینٹ میریا مگوری، سینٹ پوڈ نزیانز، سینٹ یوحنا، سینٹ پال کے رہائشی زمین دوز گھر اب بھی موجود ہیں جن کے اُوپر اب عظیم الشان گرجے بنے ہوئے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے الگ الگ کمرے تھے۔ یہ امر بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ بعض اوّلین عیسائی بظاہر یہودی شکل و شباہت میں شہروں میں چلے جاتے تھے اور رات کے وقت چھپ چھپا کر ان پناہ گاہوں میں چلے آتے تھے۔ اور یہ بات عموماً شام اور مصر میں جہاں تشدّد اور پابندی ذرا کم تھی زیادہ نمایاں نظر آتی ہے۔

اصحاب الکہف کی ان رومی دیواری نقاشی کو دیکھ کر یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ حضرت یسوع مسیح کو صرف خدا تعالیٰ کا برگزیدہ نبی مانتے تھے جو شریعتِ موسوی کی تجدید و استقامت کے لئے اُمّتِ موسوی میں آیا تھا۔ ان میں کوئی بدعت یا مشرکانہ عقیدہ رائج نہ تھا اور نہ حضرت مسیح کی طرف منسوب کردہ مافوق العادت معجزات پر وہ لوگ یقین رکھتے تھے۔ وہ صرف انہیں ایک "نیک چرواہا" کے نام سے موسوم کرتے تھے جو اُن کی روحانی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے تھے۔ البتہ تین سَو سال کے بعد جب شام و مصر اور دیگر مشرقی عیسائیوں سے ان کا رابطہ قائم ہُوا تو ان میں یسوع مسیح کا خدا کا بیٹا ہونا یا جسمانی طور پر آسمان پر چڑھ جانا یا دیگر تثلیث و الوہیت جیسے مشرکانہ عقائد کا دخل عمل ہو گیا۔ حالانکہ جن تصاویر میں حضرت مسیح کو فرشتوں کے ہمراہ آسمان کی طرف اُڑتے دکھایا گیا ہے۔ ویسی ہی متعدد تصاویر یا تابوتوں کے نقش و نگار میں کئی دوسرے بزرگوں کے مجسّموں کے پس منظر میں ان کی رُوح کو پروں والے فرشتوں کے بازوؤں پر اُٹھائے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ گویا کہ نہ صرف حضرت مسیح ہی آسمان پر گئے بلکہ ہزارہا دیگر حواری اور مرید بھی آسمان ہی پر چڑھ گئے۔

ان کہوف میں بائیبل کے بعض مسوّدات "اصحاب الرقیم" کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے ملے ہیں۔ ان میں سے "ویانا کا باب پیدائش" اور "روسانو کی انجیل" مشہور ہیں جو یونانی زبان میں تحریر ہے۔ یہ یاد رہے کہ رومی حکومت کی سرکاری زبان یونانی تھی۔ بعض مسوّدات آرامی [illegible] میں بھی ہیں جو مشرق قریب کے عیسائیوں کی [illegible] یہ مسوّدات یورپ کے مختلف عجائب گھروں یا [illegible] لائبریریوں میں موجود ہیں جن کے تراجم اور تفاسیر انگریزی زبان میں (عیسائیوں کے مفاد کے ماتحت) ہو رہے ہیں، جن میں تغیّر و تبدّل اور تحریفات عام کی جا رہی ہیں ورنہ عیسائیوں کے موجودہ اعتقادات یکسر بدل جائیں۔

ان غاروں میں سے دریافت شدہ تصاویر اور نقاشی کے نمونوں کے علاوہ ابتدائی صدیوں میں عیسائیت میسوپوٹیمیا اور ایران میں بھی پھیل گئی تھی جہاں رومن حکومت کا اثر و رسوخ نہیں تھا اسلئے اس زمانہ کے تاریخی واقعات سے بہت کچھ انکشاف ہو سکتا ہے۔ عیسائی کتب میں یہ روایت بھی چلی آ رہی ہے کہ حضرت مسیح دریائے دجلہ کے کنارے کے ایک بادشاہ آبگر

(ABGAR) سے جو امیسا (EMESA) پر حکومت کرتا تھا خط وکتابت کیا کرتے تھے۔ اگرچہ یہ افسانہ قابلِ یقین نہیں ہے تاہم امیسا کے کھنڈرات سے پہلی صدی عیسوی کے گرجوں کے نشانات ملے ہیں۔ اس شہر سے دو عجیب و غریب تصویری کے نمونے ملنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے ایک تو وہ کپڑا ہے جس پر حضرت مسیحؑ کے چہرے کا عکس ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کپڑے کو حضرت مسیحؑ نے کسی مصالحہ کی مدد سے چہرے پر رکھ کر بطور نشانی امیسا والوں کو بھیجا تھا۔ تاہم یہ پہلا چہرہ ہے جس کی نقل آئندہ مصوروں نے کی ہے۔ اس میں حضرت مسیحؑ کی پہلی دفعہ داڑھی دکھائی گئی ہے۔ اس سے قبل یہ شبیہ "بے داڑھی ایک نوجوان چہرہ" کی ہوتی تھی۔ یہ کپڑا پہلے قسطنطنیہ میں محفوظ رہا ہے آجکل ویٹیکن میں ہے۔ دوسری تصویر "کنواری مریم کی دستخط شدہ" ہے جو یوروشلم میں موجود ہے۔ اس تصویر کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ اسے خود حضرت مریمؑ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس پر بطور تصدیق اپنے دستخط ثبت فرمائے۔ اس تصویر کا نام

AKEIZOPOiETOS

یعنی "کنواری مریم کی آٹوگراف شدہ شبیہ" ہے۔ حضرت مریمؑ کے بارے میں بھی یہ عیسائی روایت ہے کہ وہ اچھی مصورہ تھیں۔ اس شاہکار کو یوروشلم سے ملکہ یوڈوسیا اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لے گئی تھی اور اس کی تکریم میں "سنہری دروازہ" کے پاس ایک رفیع الشان گرجا تعمیر کروایا تھا۔ غالباً اسی تصویر کے خط و خال سے مزید نقلیں کی گئیں (واللہ اعلم بالصواب) بہرحال یہ امر واضح ہے کہ اصحاب الکہف وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیحؑ پر ایک برگزیدہ نبی کی حیثیت سے ایمان لائے اور انہوں نے دل وجان سے خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کی لیکن رومن حکومت کے ظالمانہ رویہ اور جبر و تشدد کے خوف سے مسلسل تین صدیوں تک غاروں اور زیرِ زمین تاریک حجروں میں اپنی زندگی گزار دی۔ ایسے مقامات نہ صرف روم کے ارد گرد ہیں بلکہ سکندریہ (مصر) اور شام وغیرہ کے علاقوں میں بھی ہیں۔ ان کا ذکر نہایت حکیمانہ انداز میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے جس کے ایک ایک لفظ کی موجودہ زمانہ کے انکشافاتِ آثارِ قدیمہ سے تصدیق ہوتی ہے۔

اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ
وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ (الکہف)

ملک کے بچنے کی آخری ضمانت

جماعت اسلامی کے جناب اسعد گیلانی لکھتے ہیں:۔

"ہمارے ملک میں منافقت اپنا کھیل دکھا چکی اپنا ڈرامہ سٹیج کر چکی اور اپنا نتیجہ ظاہر کر چکی ہے۔ منافقت مسلک گوسفنداں ہے۔ نفاق نے آج تک کوئی میدان فتح نہیں کیا۔ اب تو خدا کی بندگی کی دعوت ہی شاید اس ملک کے بچنے کی آخری ضمانت بن سکتی ہے۔"

(چٹان لاہور ۳۰ر اکتوبر ۱۹۷۲ء)

مگر سوال یہ ہے کہ سیاست کی دلدل میں پھنسے ہوئے لوگوں کو "خدا کی بندگی کی دعوت" دینے کا کہاں موقعہ مل سکتا ہے؟

ایک صاحب کے چار سوالوں کے مختصر جواب

سوالات

(۱) خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب آف لندن نے کب دعویٰ نبوۃ کیا؟

(۲) کیا تورات مجموعہ کتب انبیائے بنی اسرائیل ہے؟

(۳) کیا یہ درست ہے کہ حضرت امام حسنؓ معاویہؓ سے صلح کرنے کے بعد خود ہی خلافت سے دستبردار ہوگئے؟

(۴) حضرت عیسیٰؑ کے الفاظ اٰتٰنِیَ الْکِتَاب (مریم آیت ۳۱) میں کتاب سے کیا مراد ہے؟

مختصر جوابات

(۱) خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب کے دعویٰ کی معین تاریخ تو معلوم نہیں۔ غالباً تین چار سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہے انہوں نے خاتم النبیین ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ ان کی ناکامی ان کے دماغی عارضہ پر واضح دلیل ہے۔

(۲) تورات حضرت موسیٰؑ کی کتاب کا نام ہے انبیاء بنی اسرائیل کے صحیفوں کا نام نہیں۔ قرآن مجید سے بھی ثابت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں بھی یہی صراحت فرمائی ہے۔

(۳) حضرت امام حسنؓ نے حدیث کی پیشگوئی "اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً" نیز حدیث نبوی "اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیُصْلِحُ بَیْنَ الطَّائِفَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" کے پیش نظر اس وقت کے خلافت راشدہ کے دور کو ختم سمجھتے ہوئے دستبرداری اختیار فرمائی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۴) حضرت مسیحؑ نے اٰتٰنِیَ الْکِتَاب (سورۃ مریم) کہہ کر تورات کے حقیقی فہم کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے جانے کا اعلان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت موسیٰؑ کو کتاب دینے کا ذکر فرمایا۔

لفظ ایتاء الکتاب قرآن مجید میں دو طرح سے استعمال ہوا ہے (۱) نئی کتاب کے دیئے جانے کے معنوں میں (۲) سابقہ کتاب کی صحیح تفہیم کے عطا کئے جانے کے معنوں میں۔ حضرت مسیحؑ کے قول میں دوسرے معنے مراد ہیں۔

دراصل جب کسی الہامی کتاب کا حقیقی مفہوم دنیا سے اُٹھ جاتا ہے تو وہ کتاب ہی اُٹھ جاتی ہے۔ جب اس کا حقیقی مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی مامور کو دیا جاتا ہے تو وہ ایتاء الکتاب ہی کہلاتا ہے ؏

نبی کی تعریف اور "اقتدارِ اعلیٰ"

ترجمان الحدیث کے بے بنیاد دعویٰ کی تردید

اہلحدیثوں کے ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور میں ڈاکٹر رانا احسان الٰہی صاحب ایم۔ اے لکھتے ہیں کہ:۔

"نبی کے پاس اقتدار اعلیٰ کا ہونا ایک لازمی شرط ہے بالفاظِ دیگر محکوم کبھی بھی نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ وہ اپنے دنیوی حاکم کے روبرو اعلیٰ وارفع نہیں ہے جس کی ایک مثال دورِ حاضر میں یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کی حکمرانی میں تھے۔"

(ترجمان الحدیث نومبر ۱۹۷۲ء)

اگر نبی کے پاس دنیوی اقتدار اعلیٰ کا ہونا لازمی شرط ہے جیسا کہ مضمون نگار کا منشا ہے تو فرمائیے کہ:۔

(۱) کیا یوسف علیہ السلام کے پاس یہ اقتدار اعلیٰ تھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ (سورہ یوسف ع ۹) کہ اگر خاص مشیتِ ایزدی کارفرما نہ ہوتی تو حضرت یوسفؑ فرعون بادشاہِ مصر کے قانون کے ماتحت ہونے کے باعث اپنے بھائی (بن یامین) کو مصر میں روک نہ سکتے تھے۔

(۲) کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو اقتدار اعلیٰ حاصل تھا؟ اگر نہیں تھا جیسا کہ تاریخ اور انجیل میں مسلم ہے تو کیا وہ نبی نہ تھے؟ حالانکہ وہ خود کہتے ہیں وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (مریم ع ۲) کہ اللہ نے مجھ کو نبی بنایا ہے۔

(۳) کیا حضرت اسمٰعیلؑ کے پاس اقتدارِ اعلیٰ موجود تھا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی رَسُولًا نَبِيًّا قرار دیا ہے۔ (مریم ع ۴)

(۴) کیا حضرت ادریسؑ کو اقتدار اعلیٰ حاصل تھا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی صِدِّيقًا نَبِيًّا (مریم ع ۴) قرار دیا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰؑ کو وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِينَ (آل عمران ع ۴) کے الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔ کیا ڈاکٹر رانا صاحب جانتے ہیں کہ حضرت یحییٰؑ کے پاس "دنیوی" "اقتدار اعلیٰ" موجود تھا؟

(۶) کیا حضرت ابراہیمؑ کے پاس اقتدارِ اعلیٰ موجود تھا؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صِدِّيقًا نَبِيًّا قرار دیا ہے۔ (مریم ع ۳)

(۷) کیا حضرت اسحٰقؑ اقتدارِ اعلیٰ کے مالک تھے؟ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق بھی فرماتا ہے وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِينَ (صافات ع ۳)

(۸) کیا حضرت موسیٰ اقتدارِ اعلیٰ کے مالک تھے؟ اگر نہیں تھے تو پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں رَسُوْلًا نَّبِیًّا (مریم ع) کن معنوں میں قرار دیا ہے؟

(۹) کیا حضرت یعقوبؑ کے پاس اقتدارِ اعلیٰ موجود تھا؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں آیت وَکُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا (مریم ع ۲) میں نبی قرار دیا ہے۔

(۱۰) کیا حضرت ہارونؑ اقتدارِ اعلیٰ کے مالک تھے؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں آیت وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُوْنَ نَبِیًّا (مریم ع) میں نبی قرار دیا ہے۔

فی الحال ترجمان الحدیث ان آیات پر تدبّر کر کے بتلائے کہ جب اس کے نزدیک "نبی کے پاس اقتدارِ اعلیٰ کا ہونا شرط ہے" اور ان انبیاء علیہم السلام کے پاس دنیوی اقتدارِ اعلیٰ موجود نہیں تھا تو کیا وہ ان نبیوں کی نبوت کا انکار کرتا ہے؟ اب یا تو ان سب نبیوں کے پاس اقتدارِ اعلیٰ ہونا ثابت کیا جائے اور یا پھر ان نبیوں کی نبوت کا انکار کر دیا جائے ورنہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نبی کے پاس دنیوی اقتدار کا ہونا شرط نہیں اور ترجمان الحدیث کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی تین آیات میں "الکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ" کا ذکر فرمایا ہے (آل عمران ع، الانعام ع، الجاثیہ ع ۲) جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ شریعت، حکومت اور نبوت تین علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ ہر نبی کے لئے صاحبِ شریعت یا صاحبِ حکومت ہونا لازمی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک نبی ہو مگر وہ صاحبِ شریعت اور صاحبِ حکومت نہ ہو پس ہر نبی کے پاس اقتدارِ اعلیٰ کے ہونے کو لازمی شرط قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں حضرات نوحؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، ابراہیمؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ، زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ، الیاسؑ، اسمٰعیلؑ، الیسعؑ، یونسؑ، کا ذکر کر کے فرمایا ہے أُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ (انعام ع) یعنی ہم نے ان انبیاء کو مجموعی طور پر شریعت، حکومت اور نبوت عطا کی تھی۔ ظاہر و باہر ہے کہ ان نبیوں میں متعدد ایسے نبی تھے جن کو شریعت نہیں دی گئی اور ایسے بھی تھے جنہیں حکومت یا بقول ترجمان الحدیث "اقتدارِ اعلیٰ" نہیں ملا تھا۔

ہمیں یقین ہے کہ ترجمان الحدیث کے مقالہ نگار نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام سے بغض کی وجہ سے قرآن مجید کا "سرسری مطالعہ" کر کے جلدی میں بزعم خود "ایک نیا تصور ذہن میں" ابھار لیا اور لکھ دیا کہ نبی کے لئے اقتدارِ اعلیٰ شرط ہے اسلئے حضرت مرزا صاحب نبی نہیں ہو سکتے حالانکہ وہ بآسانی سمجھ سکتے تھے کہ جس طرح حضرت عیسےٰ رومی حکومت کے قانون کے تابع تھے یا جس طرح حضرت یوسفؑ فرعونِ مصر کے قانون کے تابع تھے اسی طرح اگر مسیح موعودؑ انگریزی حکومت کے قانون کے تابع ہیں تو یہ ان کی نبوت کے منافی نہیں۔

باقی رہا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو مدنی سورتوں میں اللہ تعالیٰ کا لفظ رسول کے علاوہ زیادہ تر لفظ نبی سے خطاب کرنا سو آیات قرآنیہ پر تدبّر کرنے سے اس کی حکمت واضح ہو سکتی ہے جسے اپنے موقعہ پر بیان کیا جائیگا انشاء اللہ۔ بہرحال مدنا صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآنی معارف و حقائق "سرسری مطالعہ" سے نہیں کھل سکتے آیت کریمہ لَا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کو نظر انداز نہ کریں۔

اسماء القرآن المجید

(جناب مولوی بشیر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ احمدیہ - سرگودھا)

قرآن کریم کی تلاوت اور الہامات الٰہیہ سے
یہ سنت اللہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بڑے بڑے وسیع
مضامین کو چند فقروں یا لفظوں یا چند حروف یا
عددوں میں بیان فرما دیتا ہے۔ چنانچہ اسی سنت الٰہیہ
کے مطابق قرآن کریم کے اسماء میں بھی بہت بڑے
حقائق و معارف کو بیان کیا گیا ہے۔ کہیں نام کے
ذریعہ اس کی تاثیرات کا ذکر کیا گیا ہے، کہیں ان ناموں
کے ساتھ معترضین کے اعتراضات کا جواب بھی دیا
گیا ہے۔ آج اختصاراً قرآن کریم کے چند ناموں کا مع
متعلقہ آیت کے ذکر کیا جاتا ہے:-

۱۔ قرآن مجید۔ قٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ بَلْ
عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ
الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ (سورہ ق)

۲۔ قرآن کریم۔ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝
وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ
لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ (سورۃ الواقعہ)

۳۔ قرآن حکیم۔ يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝
اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (سورہ یٰس)

۴۔ قرآن مبین۔ الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ
وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الحجر)

۵۔ قرآن عظیم۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ
الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ (سورۃ الحجر)

۶۔ قرآن ذی الذکر۔ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝
(سورۃ صٓ)

۷۔ قرآنًا عربیًّا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا
لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (سورہ یوسف)

۸۔ قرآنًا عجبًا۔ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ
اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ
بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ (سورۃ الجن)

۹۔ فرقان۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ
عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝
(سورۃ الفرقان)

۱۰، ۱۱۔ بشیر، نذیر۔ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا
لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ
اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ (حٰم السجدہ)

۱۲، ۱۳، ۱۴۔ احسن الحدیث، کتابًا متشابهًا، مثانی۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ
الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ
جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ (سورۃ الزمر)

۱۵، ۱۶۔ کتاب مصدق، بشریٰ۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ
لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى
لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ الاحقاف)

۱۷۔ مہیمن۔ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ
بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ (المائدہ)

۱۸۔ کتاب عزیز۔ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَا
يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا
مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝
(حٰم السجدہ)

۱۹۔ کتاب مبین۔ طٰسٓ۔ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ
وَكِتَابٍ مُبِينٍ ۝ هُدًى وَبُشْرَىٰ
لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ (النمل)

۲۰۔ نور۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَ
كِتَابٌ مُبِينٌ ۝ (المائدہ)

۲۱۔ کتاب حکیم۔ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ
الْحَكِيمِ (سورہ لقمان)

۲۲۔ کتاباً مفصلاً۔ أَفَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْتَغِي حَكَمًا
وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ
مُفَصَّلًا (الانعام)

۲۳۔ کتاب مبارک۔ وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ
مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُونَ ۝ (الانعام)

۲۴۔ کلام اللہ۔ وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ
اللّٰهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ (سورہ توبہ)

۲۵۔ کتاب مسطور۔ وَالطُّورِ ۝ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ ۝
فِي رَقٍّ مَنْشُورٍ ۝ (سورۃ الطور)

۲۶ قول فصل۔ إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (سورۃ الطارق)

۲۷۔ موعظۃ۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ
مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ (سورۂ یونس)

۲۸۔ شفاء۔ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ
(سورۂ یونس)

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ
وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ (سورہ بنی اسرائیل)

۲۹۔ تذکرہ۔ إِنَّ هٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ
اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا (سورۃ المزمل)

۳۰۔ حق۔ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ
فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝
(سورۂ یونس)

۳۱۔۳۲۔ بینۃ۔ ہدیٰ۔ رحمۃ۔ أَوْ تَقُولُوا
۳۳ لَوْ أَنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ
لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ فَقَدْ
جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَ
هُدًى وَرَحْمَةٌ (سورۃ الانعام)

۳۴۔ ذکر مبارک۔ هٰذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ
أَنْزَلْنَاهُ أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ۝
(سورۃ الانبیاء)

۳۵۔ ذکر۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ
وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ (سورۃ الحجر)

ضروری اعلان

(۱) ہر خریدار کو تبدیلی پتہ کی اطلاع فوراً دینی چاہیئے۔

(۲) وی پی واپس کرنے سے دفتر کا بہت نقصان ہوتا ہے (منیجر)

عزیزم ملک امجد حسین صاحب کی یاد میں

اخویم محترم جناب کیپٹن ملک خادم حسین صاحب کا نوجوان ہونہار بیٹا عزیز ملک امجد حسین صاحب چند روز بیمار رہ کر ۲۱ ستمبر ۱۹۷۲ء کو وفات پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم کی عمر ۱۲ سال تھی۔ مجلس خدام الاحمدیہ کا سرگرم اور مخلص کارکن تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اس المناک وفات پر افسردہ اور دل فگار ماں باپ کے جذبات کا کچھ اظہار محترم کیپٹن خادم حسین صاحب خادمؔ نے مندرجہ ذیل اشعار میں فرمایا ہے:۔

مولا! اگر پسند ہے میرے چمن کا پھول ÷ حاضر ہے جان و دل سے، بشرطیکہ ہو قبول
اے جانے والے! اپنے وطن کو چلا ہے تُو ÷ ہم کون ہیں؟ کہ موت سے جھگڑا کریں فضول
موعودِ نافلہ نے جنازہ ترا پڑھا ÷ ازراہ لُطف مولا یہ مہمان ہو قبول
دستِ وفا میں دامن صبر و رضا رہے ÷ مومن کے واسطے ہے یہی اُسوۂ رسُولؐ
اپنے جوان بیٹے کی بارات دیکھ کر ÷ دشوار تھا اگرچہ بہت صبر کا حصُول
صبر و رضا سے کام لیا ہم نے اے خُدا ÷ ازبس رضائے یار ہے ایمان کا اصُول
محبوبِ ایزدی نے پکارا اگر ہمیں ÷ لبّیک ہم کہیں گے یہ ہے عشق کا اصُول
ہے زندگی کی گاڑی ازل سے رواں دواں ÷ منزل پہ اپنی پہونچا جو، اس کا ہُوا نزول
دارِ فنا سے دارِ بقا کو سدھارنا ÷ خادمؔ ازل سے نوعِ بشر کا رہا اصُول

۱۳۹۲ھ

مغفور آج امجد ہے تاریخ وصل کی

غفّار ذاتِ پاک کا ہے مغفرت اصُول

ایک دواخانہ

جسے

خود حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء میں اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے شاگردوں کے لئے جاری کیا

اس دواخانہ کی ایک کرن

حکیم نظام جان اینڈ سنز

کی شکل میں ساٹھ برس سے خدمتِ انسانیت میں بہتر سے بہتر طور پر مصروفِ عمل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول ؓ کے شاگرد والد محترم حکیم نظام جان صاحب اس دواخانہ کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔!

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنی دُکھی مخلوق کی بہترین خدمت کی ہمیں توفیق بخشے۔

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز۔ گوجرانوالہ و ربوہ

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیں

روزنامہ الفضل ربوہ

الفضل ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار ہے۔

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے روح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔ (مینیجر)

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

الفردوس

۸۵۔ انارکلی۔ لاھور

مُفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، پھپھنی، ناخنہ، ضعفِ بصارت

وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ عرصہ

ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ

کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ

پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا، بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد

جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا

ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گول بازار ربوہ۔ فون ۵۳۸

اشاعت فنڈ میں عطیہ جات

گزشتہ اعلان کے بعد مندرجہ ذیل احباب نے اشاعت فنڈ میں عطایا ارسال فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

۱۔ مکرم چوہدری عبدالوہاب صاحب۔ کراچی	۹ خریدار
۲۔ مکرم خواجہ محمد شریف صاحب۔ لاہور	۲۱ "
۳۔ مکرم ایم۔ ڈی۔ ندیم خان صاحب۔ انگلینڈ	۹۰ روپے
۴۔ مکرم حنیف الرحمٰن صاحب سنوری۔ لندن حال ربوہ	۵ روپے
۵۔ مکرم حکیم سید بشیر احمد صاحب سیالکوٹ	۲۵ روپے

(مینیجر الفرقان ربوہ)

رعائتی اعلان

توسیع اشاعت کی رقوم سے نئے خریداروں کو یہ رعایت دی جا رہی ہے کہ وہ صرف تین روپے پیشگی بھیج کر سال بھر کے لئے خریدار بن سکتے ہیں۔ یہ رعایت فی الحال پچاس پہلے خریداروں کو یکم دسمبر ۱۹۶۲ء تک لینے کا حق ہوگا۔ (مینیجر الفرقان ربوہ)

مکتبہ الفرقان کی مفید کتب

(۱) مناظرہ مہت پور

شیعہ صاحبان سے چار مضامین پر تحریری مناظرہ۔ سفید کاغذ۔ قیمت دو روپے

(۲) تحریری مناظرہ

پادری عبدالحق صاحب سے الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

(۳) بہائی شریعت پر تبصرہ

بہائیوں کی اصل شریعت مع ترجمہ و تبصرہ قیمت ڈیڑھ روپیہ

(۴) نبراس المؤمنین

سو احادیث نبویہ کا سلیس ترجمہ و تشریح قیمت پچاس پیسے

نوٹ: محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہے۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

اسلام کے روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ **تحریک جدید** ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں

اور

غیر از جماعت دوستوں کو پڑھائیں!

چندہ سالانہ صرف دو روپے

(مینیجنگ ایڈیٹر)

(طابع و ناشر: ابو العطاء جالندھری۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ الفرقان۔ ربوہ)

شیزان

گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے

شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور

NOVEMBER
1972

Al-Furqan, Rabwah.
Editor : Abul-Ata Jalandhri

REGD. No. L5708

القول المبین

فاضل مدیر الفضل نے اپنے تبصرہ میں اس کتاب کے متعلق لکھا تھا :-
"اس مسئلہ پر اس نمبر کو انسائیکلوپیڈیا کہنا چاہئیے یہ نمبر ختم نبوت اور نزول مسیح پر حرف آخری کی حیثیت رکھتا ہے"
قیمت مجلد دو روپے

● **تحریری مناظرہ** قیمت ۱.۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)

● **مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ** قیمت ۱.۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔
فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا